REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم — وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

REGD.NO.P/GDP 3.

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

جلد ۲۷ — شمارہ ۱۸

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری
نائبین:- جاوید اقبال اختر، محمد انعام غوری۔

شرح چندہ
سالانہ ۱۵ روپے
ششماہی ۸ روپے
ممالک غیر ۳۰ روپے
فی پرچہ ۳۰ پیسے

THE WEEKLY BADR QADIAN. Pin. 143516.

۲۵ جمادی الاوّل ۱۳۹۸ھ — ۴ ہجرت ۱۳۵۷ ہش — ۴ مئی ۱۹۷۸ء

اخبارِ احمدیہ

قادیان یکم ہجرت (مئی) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق مورخہ ۲۳ اپریل ۷۸ء کی اطلاع مظہر ہے کہ:-

"طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ"۔

احباب اپنے محبوب امام ہمام کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر اور مقاصدِ عالیہ میں فائز المرامی کے لئے دل سے دعا فرمائیں۔

★ — محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی قادیان تاحال سفر پر ہیں۔ امید ہے کہ اس ماہ کے پہلے عشرہ میں واپسی ہوگی۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کا سفر و حضر میں حافظ و ناصر رہے۔ اور بخیریت واپس لائے۔

★ — مقامی طور پر جملہ درویشانِ کرام بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔

کلکتہ میں دوسری آل بنگال احمدیہ مسلم کانفرنس کا کامیاب انعقاد

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی شرکت!

محترم ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ قادیان و دیگر علمائے سلسلہ کی پُر معارف تقاریر!

رپورٹ مرتبہ:- مکرم مولوی سلطان احمد صاحب ظفر، مبلغ انچارج کلکتہ

خدا تعالیٰ کے فضل سے امسال بھی کلکتہ میں دو روزہ آل بنگال احمدیہ مسلم کانفرنس نہایت کامیابی و پُر وقار طریقہ پر منعقد ہوئی اس دو روزہ کانفرنس کے پہلے روز مورخہ ۱۵ شہادت (اپریل) بروز سنیچر جلسہ پیشوایانِ مذاہب اور دوسرے روز تبلیغی و تربیتی اجلاس کے ساتھ مختلف علمی و تربیتی مقابلے کرائے گئے۔

استقبال:-

اس کانفرنس میں شرکت کے لئے محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ قادیان مورخہ ۱۴ شہادت شام ۸½ بجے حیدر آباد سے بذریعہ طیارہ مع محترمہ حضرت سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ و صاحبزادی امۃ الکریم کو کب تشریف لائے۔ دمدم ایئر پورٹ پر جماعت کلکتہ کے بیشتر احباب نے محترم سید محمد نور عالم صاحب احمدی امیر جماعت کلکتہ کی قیادت میں آپ کا پرجوش استقبال کیا۔ آپ نے سب احباب جماعت کو مصافحہ و معانقہ کا شرف بخشا۔ جس کے بعد قافلہ موٹر کاروں کے ذریعہ قیام گاہ کی طرف روانہ ہوا۔ مقدس خاندان حضرت مسیح موعودؑ کے جملہ افراد کے قیام کا انتظام محترم منیر احمد صاحب بانی کے ہاں کیا گیا تھا۔ محترم صاحبزادہ صاحب کے علاوہ محترم الحاج مولانا شریف احمد صاحب امینی ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان۔ محترم الحاج مولانا بشیر احمد صاحب دہلوی فاضل۔ محترم مولانا عبد الحق صاحب فضل مبلغ انچارج (یو۔پی) محترم سید فضل احمد صاحب پٹنہ۔ محترم احمد توفیق صاحب چوہدری (بنگلہ دیش) مکرم مولوی جلال الدین صاحب انسپکٹر بیت المال۔ مکرم سید کریم بخش صاحب سابق امیر کلکتہ۔ مکرم عبد الباقی صاحب جوڈیشل مجسٹریٹ اور مکرم محمد فیروز الدین صاحب بہار بھی تشریف لائے۔

وفود:-

مقررہ تاریخ سے دو روز قبل ہی بنگال اور دوسرے صوبوں سے وفود آنے شروع ہو گئے۔ چنانچہ مغربی بنگال کی بیس سے زائد جماعتوں کے علاوہ پٹنہ۔ جمشید پور۔ بھاگلپور۔ برہ پورہ۔ مونگھیر۔ موسیٰ بنی مائینز۔ بھرت پورہ۔ بہارنپور۔ بھدرک۔ سورو وغیرہ سے بھی کثیر تعداد میں مہمانانِ مسیح پاک علیہ السلام اس کانفرنس میں شریک ہوئے۔ جن کی مہمان نوازی اور دیگر خدمات کی انجام دہی کے لئے جماعت احمدیہ کلکتہ کے احباب و مستورات ہمہ وقت مصروف رہے۔ مہمانوں کے قیام و طعام کا انتظام مقامی جماعت نے کمال خوش اسلوبی سے انجام دیا۔ فجزاہم اللہ خیرًا۔

جلسہ پیشوایانِ مذاہب:-

مورخہ ۱۵ اپریل شام ٹھیک ساڑھے چھ بجے مسلم انسٹی ٹیوٹ ہال میں زیرِ صدارت مسٹر آر۔ کے داس گپتا ڈائرکٹر نیشنل لائبریری کلکتہ جلسہ پیشوایانِ مذاہب منعقد ہوا۔ اس جلسہ کے مہمانِ خصوصی محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب تھے۔ وقت سے پہلے دیکھتے ہی دیکھتے وسیع ہال کھچا کھچ بھر گیا۔ احمدی احباب کے علاوہ کثیر تعداد میں غیر احمدی۔ ہندو۔ عیسائی۔ سکھ و دیگر مذاہب کے لوگ پہنچ چکے تھے۔

خاکسار کی تلاوت قرآن مجید کے بعد محترم منیر احمد صاحب بانی نے حضرت مسیح پاکؑ کی نظم ؎

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے

پڑھ کر حاضرین کو محظوظ کیا۔

(۱) — اس جلسہ کی استقبالیہ تقریر محترم الحاج مولانا شریف احمد صاحب امینی ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان کی تھی۔ آپ نے اس جلسہ کے اغراض و مقاصد بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ جلسہ جماعت احمدیہ کے زیرِ اہتمام ہر سال مختلف ممالک میں منایا جاتا ہے۔ جماعت احمدیہ کوئی نیا مذہب نہیں ہے بلکہ موجودہ دور میں حقیقی اسلام کا نام ہی جماعت احمدیہ ہے۔ یہ جماعت قرآن مجید کو آخری کتاب اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین یقین کرتی ہے۔ اور آپؐ کی پیشگوئیوں کے مطابق مرزا غلام احمد علیہ السلام کو مسیح موعود مانتی ہے۔ یہ جماعت پُرامن اور اتحاد بین المذاہب کی حامل ہے۔ اور قرآنی تعلیم کے مطابق تمام انبیاء و رشیوں منیوں اوتاروں اور تمام الٰہی کتب پر ایمان رکھتی ہے اور ان کی عزت و تکریم کرتی ہے۔

(۲) — دوسری تقریر محترم احمد توفیق صاحب چوہدری نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت و سوانح پر بنگلہ زبان میں کی۔ آپ نے آیت اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ کو پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ آپؐ کو اللہ تعالیٰ نے تمام دنیا کے لئے اور قیامت تک کے لئے اسوۂ حسنہ بنا کر کے بھیجا۔ آپ کے بارہ میں تمام سابقہ مذہبی کتب میں پیشگوئیاں پائی جاتی ہیں۔ چنانچہ مقرر موصوف نے وید۔ بائیبل۔ ژند آوستا اور مختلف مذہبی کتب سے حوالجات پیش کئے۔ اور بتایا کہ آپ ہی کے ذریعہ گذشتہ تمام انبیاء کی عزت قائم ہوئی۔

(۳) — بعدہٗ مکرم الحاج مولانا بشیر احمد صاحب فاضل دہلوی نے شری کرشن جی مہاراج کی سیرت و سوانح کے عنوان پر تقریر کی۔ آپ نے گیتا کی ایک اصولی اور اہم تعلیم کہ جب جب بے دھرمی کا دور دورہ ہوتا ہے تب تب میں اوتار لیتا ہوں۔ قرآن مجید کی آیت وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا کی تشریح کرتے ہوئے اس مضمون کو واضح کیا۔

(باقی دیکھئے صفحہ ۱۰ پر)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان (پن ۱۴۳۵۱۶) سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۴ ہجرت ۱۳۵۷ ہش

منجانب اللہ پیشگوئیوں میں زبردست کشش

مقدس بانیٔ سلسلہ احمدیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپریل ۱۸۹۹ء میں خالص علمی تحقیق پر مبنی ایک معرکۃ الآرا رسالہ "مسیح ہندوستان میں" تصنیف فرمایا۔ اس رسالہ میں جن شاندار نکات کو موضوعِ بحث بنایا گیا، آج ان کا چرچا ساری دُنیا میں ہونے لگا ہے۔ آج ایشیا، یورپ اور امریکہ کے محققین انہی خطوط پر حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی شخصیت، اُن کی زندگی۔ اُن کے صلیب سے بچ کر ایک لمبے سفر کے لئے روانہ ہو جانے اور افغانستان کے رستے کشمیر میں پہنچنے اور اپنے خدائی مشن کو نہایت درجہ کامیابی کے ساتھ پہنچانے پر تحقیقاتی کتابیں شائع کر رہے ہیں اور مقالے لکھ رہے ہیں۔ اِسی ماہ میں "کفنِ مسیح" پر شہرۂ عالم کانفرنس کا انعقاد بھی اسی کا ایک تتمہ ہے۔ اور اس کے ایک ماہ بعد جون کے ابتداء میں جماعت احمدیہ کی طرف سے بین الاقوامی کانفرنس بمقام لنڈن منعقد کی جا رہی ہے اس سے بھی بہت سے حقائق بڑے ہی مؤثر طریق پر منظرِ عام پر آنے کا دروازہ کھُل جانے والا ہے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے اسی رسالہ کے باب چہارم فصل دوم میں بدھ مذہب سے متعلق تاریخی کتب کے ناقابلِ تردید حوالوں سے یہ بات ثابت کی ہے کہ ہندوستان اور تبت میں بُدھ مذہب کی تعلیمات اور وہ خطاب جو بُدھ کو دیئے گئے ایسا ہی واقعات جو بُدھ کو پیش آئے ان سب میں محیّر العقول طور پر نہایت درجہ مشابہت پائی جاتی ہے۔ ان تفصیلات کا بغور مطالعہ و موازنہ کرنے کے بعد یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ یہ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام ہی تھے۔ جو انجیل کے بیان کے مطابق اس علاقہ میں بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کی تلاش اور اُن کی روحانی تربیت کے لئے یہاں پہنچے۔

اور یہ ایک ثابت شدہ حقیقت ہے کہ بُدھ کے واقعات حضرت مسیح کے زمانہ تک ضبط تحریر میں نہیں ہوئے تھے۔ اس لیے بُدھ کے عالموں نے جب اس علاقہ میں حضرت مسیح کے واقعات اور اخلاقی تعلیم سے اطلاع پائی تو اُن کو اپنی طرف سے کئی اور باتیں ملا کر بُدھ کی طرف منسوب کر دیا۔ اس بات کو یہ امر زیادہ تقویت پہنچاتا ہے کہ گو بُدھ مذہب قدیم ہے ایک بڑا حصہ اخلاقی تعلیم کا موجود ہے مگر وہ حصہ جو بعینہٖ انجیل کی تعلیم اور انجیل کی مثالوں اور انجیل کی عبارتوں پر مشتمل ہے، یہ حصہ بلاشبہ اُس وقت بُدھ مذہب کی کتابوں میں ملایا گیا ہے جبکہ حضرت مسیح اِس مُلک میں پہنچے۔

حضور علیہ السلام آگے چل کر ایک اَور اندرونی عقلی شہادت کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:۔

"گوتم بُدھ نے ایک اَور آنے والے بُدھ کی نسبت پیشگوئی کی تھی جس کا نام متیّا بیان کیا۔" (صفحہ ۱۴۲ مسیح ہندوستان میں)

"بُدھ کے معتقد آئندہ زمانہ کی اُمید پر ہمیشہ اپنے تئیں تسلّی دیتے تھے کہ وہ متیّا کے شاگرد بن کر نجات کی خوشحالی حاصل کریں گے۔ یعنی اُن کو یقین تھا کہ متیّا ان میں آئے گا اور وہ اُس کے ذریعہ نجات پائیں گے۔" (صفحہ ۱۴۵ ایضاً)

حضور نے لفظ متیّا اور مسیحا کے متشابہ الصوت والمعنیٰ سے بھی استدلال کیا ہے کہ گوتم بُدھ کی اِس پیشگوئی کے نتیجہ میں اُن کے پیروکار آنے والے کی شدّت سے انتظار کر رہے تھے۔ چنانچہ جب حضرت مسیح علیہ السلام اس علاقہ میں تشریف لائے اور اسی روپ میں اپنے تئیں پیش کیا تو ان لوگوں پر بہت جلد حق آشکارا ہو گیا اور وہ حضرت مسیح علیہ السلام کے مُریدوں میں شامل ہو گئے۔ چنانچہ اسی کا ذکر کرتے ہوئے حضور علیہ السلام اس مقام پر فرماتے ہیں:۔

"بُدھ مذہب کے سرگرم مریدوں کا اُن کی ملاقات کے لیے ہمیشہ منتظر ہونا جیسا کہ بُدھ کی کتابوں میں اب تک لکھا ہوا موجود ہے، بلند آواز سے پکار رہا ہے کہ یہ انتظار شدید حضرت مسیح کے اُن کے اِس مُلک میں آنے کے لئے پیش خیمہ تھا اور ان دونوں امور مذکرہ بالا کے بعد کسی منصف مزاج کو اس بات کی حاجت نہیں رہتی کہ وہ بُدھ مذہب کی ایسی کتابوں کو تلاش کرے جن میں لکھا ہُوا ہو کہ حضرت مسیحؑ تبت کے مُلک میں آئے تھے۔ کیونکہ جبکہ بُدھ کی پیشگوئی کے مطابق آنے کی انتظار شدید تھی تو وہ پیشگوئی اپنی کشش سے حضرت مسیح کو ضرور تبت کی طرف کھینچ لائی ہو گی۔" (صفحہ ۱۴۶، ۱۴۷ ایضاً)

حقیقت یہ ہے کہ منجانب اللہ پیشگوئیوں میں ایک زبردست کشش اور جاذبیت ہُوا کرتی ہے جس کے اثرات پہلے دلوں میں پیدا ہوتے ہیں اس کے بعد مجموعی طور پر ایک بڑے حصّہ آبادی کے اندر ایسا ہیجان پیدا ہوتا ہے جس سے وہ نہایت دُور دراز کا سفر کر کے اس مقام تک پہنچنے لگ جاتے ہیں۔ چونکہ ایسی منجانب اللہ پیشگوئیاں خداتعالیٰ کے سچے انبیاء اور مقربین کی طرف سے دُنیا میں قبل از ظہور مشہور کی جاتی ہیں اور اس کے بعد جب ظہور پذیر ہوتی ہیں تو اُن کے نہایت درجہ گہرے اثرات دِلوں اور خارج میں مترتّب ہوتے ہیں۔ ایسی زبردست کشش اور جذب کی بے شمار مثالیں تاریخِ انبیاء میں پائی جاتی ہیں۔ قبل اس کے کہ ہم اپنی اِس بات کی تائید میں چند تاریخی واقعات مختصرًا بیان کریں، پہلے نمبر پر سورۃ قصص کی حسب ذیل آیتِ کریمہ میں مذکور ایک بُنیادی نکتہ کو مستحضر کرلیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ (آیت ۵۲)

سادہ ترجمہ تو اِس آیتِ کریمہ کا یہ ہے کہ "اور ہم اُن کے لئے پے در پے وحی اُتارتے رہے۔ تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔" اور مضمون اس آیتِ کریمہ کا یہ ہے کہ ہم نے وحی اور الہام کے سلسلہ کو مربُوط اور مُسلسل بنایا ہے۔ یعنی الہام اور وحی کا سلسلہ ابتدائے دُنیا سے مُسلسل چلا آرہا ہے۔ باوُجودِ بُعدِ زمانی و بُعدِ مکانی کے سب انبیاء، صلحاء اور بزرگانِ مذاہب تعلق باللہ کی بُنیادی اور اصولی تعلیم کے قائل اور علم بردار ہیں۔ ہر نبی اپنے بعد میں آنے والے نبی کے بارہ میں پیشگوئی کر جاتا ہے۔ اور ہر بعد میں آنے والے ایسے برگزیدہ افراد اپنی صداقت کے منجملہ اَور دلائل کے ایک زبردست دلیل اپنے سے پہلے کی طرف سے بیان کردہ پیشگوئی کو پُورا کرنے والا ثابت کر کے بھی پیش کرتے ہیں۔ اِس طرح زنجیر کی ایک کڑی دُوسری کڑی کے ساتھ برابر ملتی چلی جا رہی ہے۔ پس یہ آیت صداقت و تسلسلِ وحی پر نصِ صریح کا حکم رکھتی ہے۔ اور بتایا ہے کہ اسی تسلسل کے قائم رکھنے اور درجۂ کمال تک پہنچانے کے لئے ہی قرآنِ عظیم کا نزول ہُوا ہے۔

اب اِس اصولی بات کو قرآن کریم کی مذکورہ آیتِ کریمہ کی روشنی میں مستحضر کر لینے کے بعد مختصرًا اُن تاریخی واقعات پر نظر کریں کہ کس طرح منجانب اللہ پیشگوئیاں اپنے اثر و جذب اور کشش کا حیرت انگیز مظاہرہ ہر زمانہ میں دُنیا کے سامنے کرتی رہی ہیں۔ بطور مثال پہلے نمبر پر آپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اُس دُعا کو لے لیں جو تعمیرِ کعبہ کے وقت آپؑ نے فرمائی کہ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ (بقرہ: آیت ۱۳۰) یہ صرف دُعا ہی نہیں بلکہ اپنے اندر ایک زبردست پیشگوئی بھی رکھتی ہے۔ کہ عربوں کی (اور اُن کے توسط سے ساری دُنیا کی) اصلاح کے لئے مکّہ کی سرزمین میں ہی اس کائنات کی وجہِ تخلیق مقدس وجودؐ کی بعثت ہونے والی ہے پس اس پیشگوئی کی زبردست تاثیر اور کشش ہی تھی جس نے پہلے تو عربوں کی کئی نسلوں کو ہر قسم کی جانی اور مالی قُربانی کرتے ہوئے مکّہ معظّمہ کو آباد رکھتے چلے جانے کے لئے تیار رکھا۔ تاآنکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش اور بعثت اسی مبارک بستی میں ہوئی۔ اور دُنیا نے اِس مبارک وجود سے وہ کچھ پایا جس کی نظیر دُنیا میں کسی اور جگہ پائی نہیں جاتی۔

اس کے ساتھ بائیبل کی کتب استثناء۔ یسعیاہ وغیرہ کی عظیم الشان اور واضح پیشگوئیوں ہی کی زبردست اندرونی کشش ہی تھی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے قبل یہود کے تین قبائل بنو قریظہ۔ بنو قینقاع۔ بنو نضیر کو مُلکِ عرب میں کھینچ لائی۔ اور یہ تینوں قبائل اُمّی نبی کی پیشوائی کے لئے اپنے وطنوں سے مدینہ میں آ آباد ہوئے۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ جب حضورؐ نے اس منصبِ عالی کا دعویٰ کیا تو اُن میں سے صرف چند افراد کو ہی شناخت کی سعادت حاصل ہوئی۔ باقی شناخت سے محروم رہ کر اُن برکتوں سے بھی بے نصیب ہو گئے جو حضورؐ کے دامن سے وابستہ ہو جانے کے نتیجہ میں ملنے والی تھیں۔ یہ ایک ایسی تاریخی حقیقت ہے جس سے کسی کو بھی انکار نہیں۔

اِس طرح کی زبردست رُوحانی کشش جو منجانب اللہ پیشگوئیوں کے اندر پائی جاتی ہے خود حضرت مسیح ناصریؑ کی پیدائش کے وقت یہود کا علاقۂ یوروشلم میں پہلے ہی شدّت سے منتظر رہنے سے ظاہر ہے۔ جس کی تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں۔ اس کا دوسرا حصہ

(باقی دیکھئے صفحہ ۱۱ پر)

خطبہ جمعہ

آپ کو یہ عزم کر لینا چاہیئے کہ ہم نے بقایوں کو ادا کرنا اور سال رُواں کا بجٹ پورا کرنا ہے

مومن کا ہر قدم پہلے سے آگے بڑھتا ہے اور وہ ہر سال پہلے سال سے زیادہ انعاماتِ الٰہیہ کا وارث بنتا ہے

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۸ اخاء ۱۳۵۰ ہش مطابق ۸ اکتوبر ۱۹۷۱ء بمقام مسجد مبارک ربوہ

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے اس آیت کی تلاوت فرمائی :-

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ وَّاَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ - (الانفال آیت ۲۹)

اور پھر فرمایا :-

میں احبابِ جماعت کو ایک ضروری امر کی طرف توجہ دلانا چاہتا تھا۔ اس لئے یہاں آگیا ہوں۔ اللہ تعالےٰ نے جس حد تک مجھے توفیق دی اپنی ذمہ داری کو نباہوں گا۔ سورہ انفال کی اس آیت میں

اللہ تعالےٰ ہمیں یہ بتاتا ہے

کہ ہمیں اس حقیقت کو سمجھنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں جو نعمتیں عطا کی ہیں جن میں سے مال و دولت کی نعمت بھی ہے اور بچے بچیوں کی نعمت بھی ہے یہ اس لئے عطا کی ہے کہ اس سے وہ ہمارا امتحان لینا چاہتا ہے۔

اس دنیا کے امتحانات پر جب ہم نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں یہ حقیقت معلوم ہوتی ہے (یعنی جو انسان کی عقل اور فطرت نے سمجھا اور سمجھایا ہے۔ وہ یہ ہے) کہ انسانی زندگی میں امتحان ایک نہیں ہوتا بلکہ درجہ بدرجہ مختلف امتحانات میں سے ایک انسان کو گذرنا پڑتا ہے۔ مثلاً ایک بچہ ہے وہ پہلے کچی پہلی کا پھر پکی پہلی کا امتحان دے کر دوسری تیسری چوتھی اور اسی طرح دسویں جماعت تک پہنچتا ہے۔ پھر دسویں جماعت کے امتحان کے بعد الیف اے یا الیف ایس سی کا امتحان دیتا ہے۔ پھر علوم کے راستے مختلف ہو جاتے ہیں۔ مثلاً کچھ طلباء بی اے تک پھر ایم اے تک اور پھر ایم اے کے بعد پی ایچ ڈی تک جاتے ہیں۔ کچھ انجینئرنگ میں جاتے ہیں اور مختلف امتحانات میں سے گذرتے ہیں کچھ طب کی طرف جاتے ہیں اور ڈاکٹر بننے کی کوشش کرتے ہیں۔ انہیں مختلف قسم کے امتحانوں میں سے گذرنا پڑتا ہے کچھ کو بعد میں نوکریاں مل جاتی ہیں پھر وہ ڈیپارٹمنٹل امتحانات میں سے گذرتے ہیں

جب ہم اس پر غور کرتے ہیں تو ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ ہر امتحان کے بعد ایک تو انعام مقرر کیا جاتا ہے یعنی کامیابی ملتی ہے اور دوسرے ایک نئے اور بڑے امتحان کا دروازہ کھلتا ہے۔ پہلی کے بعد دوسری کا امتحان ایک نیا امتحان ہے اور یہ پہلی کے امتحان سے بڑا ہے۔ اسی طرح دسویں کے بعد الیف اے اور بی اے اور اس کے بعد ایم اے اور پھر پی ایچ ڈی کے جو امتحانات ہیں پہلے امتحان میں کامیابی کی شکل میں انعام بھی ملا اور ایک نئے امتحان کا دروازہ بھی کھلا اور نئے امتحان کا دروازہ ناکامی کی صورت میں نہیں کھلتا۔ کوئی شخص دسویں جماعت میں فیل ہو کر انٹرمیڈیٹ یا الیف اے، ایف ایس سی میں شامل نہیں ہو سکتا یہ دروازہ اس کے اوپر بند ہو گیا۔ اسی طرح جو بی اے میں فیل ہوتا ہے اس پر ایم اے کا دروازہ بند ہو جاتا ہے اور جو بی ایس سی میں فیل ہوتا ہے اس پر اگلا دروازہ بند ہو جاتا ہے۔

یہی حال (کچھ اس سے ملتا جلتا) رُوحانی دنیا کا ہے اسی لئے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

مومن کا ہر قدم

پہلے سے آگے بڑھتا ہے۔ مومن کی زندگی کا ہر سال اگر وہ کامیاب ہوتا رہے اور اپنے ایمان کے تقاضوں کو پورا کرتا رہے تو پہلے سال سے زیادہ بہتر ہوتا ہے اور زیادہ قربانیوں اور زیادہ امتحانات میں سے گذرنے اور ان انعامات سے زیادہ انعامات کا وارث بننے کا سال ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں نے تمہیں جو دولت دی ہے یا میں نے تمہیں جو اولاد دی ہے یہ تمہارے آخری امتحان کا نتیجہ نہیں ہے کہ انعام مل گیا اور اب تم نے تسلی پکڑ لی۔ آخری امتحان کا نتیجہ تو خاتمہ بالخیر ہونے کے بعد انسان کو ملتا ہے جب کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حسن و احسان کے جلوے بڑی وضاحت کیساتھ مشاہدہ کرتا اور جو محبت اور عشق کا سرور ہے وہ صحیح اور حقیقی معنے میں اسی وقت اس کو ملتا ہے۔

اس دنیا میں اللہ تعالیٰ نے انسان کو سہارا دینے کیلئے اور اس کی مدد کرنے کیلئے یہ طریق اختیار کیا ہے کہ جب وہ خدا تعالےٰ کی راہ میں ایک قربانی دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے اپنے پیار کا بھی اظہار کرتا ہے اور اپنے

حُسن و احسان کے جلوے

بھی اُسے دکھاتا ہے اور اس سے اللہ تعالیٰ کا یہ سلوک انسانی فطرت اور اس کی جد و جہد کے نتیجہ میں اسے جو کامیابی حاصل ہوتی ہے اس کے مطابق ہوتا ہے لیکن وہ وہاں کھڑا نہیں رہتا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے وہ یہ نہیں کہتا کہ اگرچہ میں نے تمہیں رُوحانی ترقیات کی طاقتیں تو دی تھیں لیکن تم نے ایک امتحان پاس کر لیا اب تمہیں مزید کچھ نہیں ملے گا۔ مزید امتحان کا دروازہ کھولا جانا بھی اللہ تعالےٰ کی بڑی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے۔ اس کے بغیر تو زندگی کا کوئی لُطف نہیں۔ اس ورلی زندگی کے متعلق بھی ہمارے سامنے یہی تصویر رکھی گئی ہے اور اخروی زندگی کے متعلق بھی یہی تصویر رکھی گئی ہے

بعض ناسمجھ لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ جب انسان جنت میں جائیگا تو گویا اس کو سب کچھ مل گیا۔ ابھی سب کچھ نہیں ملا۔ کیونکہ سب کچھ ملنے کا مطلب تو یہ ہے کہ اس کے اوپر مزید ترقیات کے دروازے بند ہو گئے لیکن حقیقت یہ نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر بڑی وضاحت سے روشنی ڈالی ہے کہ

اُخروی زندگی میں ارتقاء کا غیر متناہی دَور

ہوگا۔ البتہ وہاں دُنیوی رنگ کے امتحان نہیں ہونگے وہ تو دنیا ہی اور رنگ کی ہے جس کے متعلق بتانے والے (صلی اللہ علیہ وسلم) نے بتایا ہے کہ نہ تمہاری آنکھ اسے دیکھ سکتی ہے نہ تمہارے کان اسے سُن سکتے ہیں اور نہ تمہاری عقل اس کا احاطہ کر سکتی ہے مثالوں میں ہمیں سمجھایا گیا ہے اور وہ یہی ہے کہ وہ دار الابتلاء نہیں ہے۔ ہماری یہ زندگی جو ابتلاء اور امتحانوں کی زندگی ہے اس سے تو وہ مختلف ہے لیکن اس کے یہ معنے نہیں ہے کہ وہاں ترقیات کے یعنی اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو پہلے سے بھی زیادہ حاصل کرنے کا امکان نہیں ہے۔ البتہ کس طریق پر انسان زیادہ سے زیادہ انعامات حاصل کرتا رہے گا اور اللہ تعالےٰ کے پیار کو زیادہ سے زیادہ حاصل کرتا رہے گا۔ اس کا ہمیں پتہ نہیں لیکن ہمیں یہ علم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے وہاں بھی یہی طریق رکھا ہے کہ آج (گذری ہوئی کل سے بہتر اور آنے والی کل آج سے بہتر ہوگی۔ ویسے حالات اور مخلوق کے لحاظ سے زمانہ کی شکل بھی بدل جاتی ہے اس دنیا میں بھی انسان کا زمانے سے متعلق تصوّر اور اُس کیڑے کا تصوّر جسکی زندگی چند سیکنڈ سے زیادہ نہیں ہوتی، مختلف ہوتا ہے۔ کیڑے کا تصوّر کیا ہے؟ اس کا تو ہمیں پتہ نہیں لیکن ہماری عقل کہتی ہے کہ وہ بہرحال مختلف ہوتا ہے۔

شہد کی مکھی

جو ہر وقت اپنے کام میں لگی رہتی ہے۔ اس کی ساری زندگی ۴۵ اور ۶۰ دنوں کے درمیان ہوتی ہے۔ اس سے زیادہ اس کی عمر نہیں ہوتی۔ غرض ہر شہد کی مکھی اپنی پیدائش سے ۴۵ اور ۶۰ دن کے درمیان کام کرتے ہوئے مرجاتی ہے اور یہ ہمیں بہت سارے سبق دیتی ہے جو اس وقت میرے مضمون کا حصہ نہیں۔ اسی طرح شہد کی مکھیوں کی ماں جو اُن کی ملکہ کہلاتی ہے اس کی عمر ۴ اور ۵ سال کے درمیان ہوتی ہے۔ اب یہ وقت کا تصوّر دونوں کیلئے بڑا مختلف ہوگا۔

اگر ہم شہد کی مکھیوں پر غور کریں اور اپنی عقل سے کام لیں تو پتہ لگتا ہے کہ ایک تو بڑی جلدی بڑی ہوتی ہیں کہ وہ ۴۵ دن میں زیادہ سے زیادہ کما لے۔ مثلاً ایک شہد کی مکھی جب ایک

خاص عمر میں شہد اکٹھا کرنے کے لئے جاتی ہے تو وہ صبح سے شام تک اپنے کام میں لگی رہتی ہے۔ اس پر ایک جنونی کیفیت طاری ہوتی ہے۔ ایک دن میں شاید ہزارہا میل کا سفر کرتی ہے۔ جاتی ہے آتی ہے۔ پھولوں کا رس چھتے میں رکھتی ہے پھر جاتی ہے اور اس طرح وہ چکر لگا رہی ہوتی ہے وہ سمجھتی ہے کہ میری چھوٹی سی زندگی ہے۔ اس میں زیادہ کماؤں۔ یہ کیفیت انسان میں بھی پیدا ہونی چاہیئے۔ بہتوں میں ہوتی ہے اور بہتوں میں نہیں ہوتی۔

دوسری طرف شہد کی مکھیوں کی جو ملکہ ہے اسے یہ دھڑکا لگا ہوتا ہے کہ کہیں ۴۵ دن کے بعد میرا چھتہ مکھیوں سے خالی نہ ہو جائے اس واسطے وہ ایک ایک دن میں دو دو ہزار انڈے دیدیتی ہے۔ اور یہ اس کے اپنے وزن سے اڑھائی گنا زیادہ ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اس کی زندگی کے لحاظ سے ایک لگن لگائی ہوتی ہے۔

بہرحال ہماری عقل کہتی ہے کہ مکھیوں میں وقت کا ایک احساس پایا جاتا ہے۔ گو مکھی کا جو احساس ہے وہ تو ہمیں معلوم نہیں ہو سکتا۔ لیکن جب ہم اس کی زندگی پر غور کرتے ہیں اور اس کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہماری عقل اس نتیجہ پر پہنچتی ہے کہ اسے وقت کا احساس اور قسم کا ہے اور ہمیں وقت کا احساس اور قسم کا ہے۔ اُخروی زندگی میں وقت کا احساس اور قسم کا ہو گا۔ ہمیں نہیں پتہ کہ وہ احساس کیا ہے؟ لیکن جو بھی احساس ہو گا اس میں ایک وقت کے بعد دوسرا وقت آئے گا وہ پہلے سے بہتر ہو گا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کے

قُرب کے درجات

غیر محدود ہیں۔ اس لئے انسان کی ترقیات کے درجات بھی غیر محدود ہیں۔ غرض اللہ تعالیٰ اور انسان میں اتنا بُعد ہے کہ وہ بُعد تو پاٹا نہیں جا سکتا۔ لیکن انسان اللہ تعالیٰ کے قریب سے قریب تر ہوتا چلا جاتا ہے۔

مَیں یہاں اس مادی دُنیا کا ذکر کر رہا ہوں۔ ہر سال خدا تعالیٰ کے بندے ایک نئے امتحان میں سے گذرتے ہیں۔ اور ہر سال اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارے کالج کے ایم اے کی کلاسز کی طرح قریباً سارے ہی پاس ہو جاتے ہیں۔ یہ بھی خدا تعالیٰ کا فضل ہے۔ اس امتحان کی کامیابی پر اگرچہ ایک انعام بھی ملتا ہے لیکن یہ کامیابی ایک نئے امتحان اور ایک بڑے انعام کا دروازہ بھی کھولتی ہے۔ جس نئے امتحان کا دروازہ کھولا جاتا ہے وہ پہلے سے بڑھ کر سخت اور مشکل ہوتا ہے۔ وہ زیادہ محنت طلب ہوتا ہے۔ یا مذہبی اصطلاح میں کہیں گے کہ اس کے لئے انسان کو زیادہ مجاہدہ اور زیادہ جہاد کرنا پڑتا ہے۔ اسی واسطے آپ اپنی (مراد جماعت احمدیہ کی یعنی میری اور آپ کی جو زندگی ہے بحیثیت جماعت) اس زندگی پر غور کریں تو ہمیں اللہ تعالیٰ کا یہ فضل نظر آتا ہے کہ جماعت احمدیہ ہر سال پہلے سال سے ہر لحاظ سے زیادہ ترقی کرتی ہے۔ لیکن مَیں اس وقت ہر لحاظ کی بات نہیں کروں گا۔ صرف مالی قربانی کی بات کروں گا۔ مَیں نے پہلے بھی ایک موقع پر بتایا تھا کہ ۱۹۴۴ء تک بیرونِ ملک کی جماعتوں کے چندے یعنی مالی قربانی قریباً صفر تھی۔ استثنائی طور پر شاید آپ کو کہیں نظر آ جائے تو آ جائے ورنہ صفر تھی۔ چنانچہ بیرونِ ملک کی احمدی جماعتوں نے پہلی بار ۱۹۴۵ء میں مالی قربانی دینی شروع کی یعنی پہلی بار ان کی مالی قربانی ۱۹۴۵ء میں ہمارے سامنے آئی۔ اس وقت ان کا پھیلاؤ زیادہ ہے۔ بہرحال جو چیز ہمیں نظر آتی ہے وہ یہ ہے کہ اس وقت اندرونِ ملک کی جماعتوں سے ان کی مالی قربانی اگر زیادہ نہیں تو برابر ضرور ہو گی۔ وہ ہم سے بہت پیچھے (یعنی ۱۹۴۵ء میں) آئے اور اب وہ ہم سے آگے بڑھنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ہمارے پہلو بہ پہلو تو وہ اس وقت پہنچ چکے ہیں۔ اس وقت

بجٹ کے لحاظ سے

جتنی آمدنی ہونی چاہیئے اس سے قریباً پانچ لاکھ روپے کم آمد ہوئی ہے اور دو لاکھ سے زیادہ موصیوں کا حصہ آمد کم ہے۔ اب جس دل نے انتہائی پیار کے ساتھ اپنی آمد کا دسواں حصہ اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کیا ہے اس پر ہم بدظنی تو نہیں کر سکتے۔ البتہ کئی مجبوریاں ہوتی ہیں۔ بعض دفعہ ایک چھوٹی سی مجبوری بھی ہاتھ پاؤں باندھ دیتی ہے۔ بعض دفعہ ایک معمولی رسی سے گھوڑے کا پاؤں باندھ دیا جائے جسے وہ ایک ذرا سی حرکت سے توڑ سکتا ہے لیکن گھوڑا اپنے آپ کو بندھا ہوا محسوس کرتا ہے۔ بعض دفعہ انسانوں کی بھی یہی کیفیت ہوتی ہے لیکن یہ کیفیت بہرحال دُور ہونی چاہیئے۔ اور انشاء اللہ دُور ہو گی۔

مَیں نے پہلے بھی ایک دفعہ کہا تھا کہ جس وقت خدا تعالیٰ کے حضور کوئی عملی قربانی پیش کی جاتی ہے اسی وقت سے اس پر ثواب شروع ہوتا ہے۔ آپ دو مہینے ثواب سے محروم رہے۔ اللہ تعالیٰ آپ پر اپنا فضل اور رحم فرمائے۔ بہرحال غلطی ہوئی ہے۔ اب ہمیں زیادہ دیر تک محروم نہیں رہنا چاہیئے۔ بلکہ

یہ عزم کر لینا چاہیئے

کہ ہم نے ان بقایاجات کو پورا کرنا ہے۔

آپ نے سالِ رواں کے لئے کام کے جو منصوبے مشاورت کے موقع پر باہمی مشورے سے منظور کئے تھے اور ان کاموں کے کرنے کیلئے جس رقم کی آپ نے ضرورت محسوس کی تھی اور جس کے مطابق آپ نے بجٹ بنایا تھا، وہ بجٹ پورا ہونا چاہیئے۔ ورنہ وہ کام نہیں ہو سکیں گے۔ پھر اگلی مشاورت کے موقع پر عہدیدار آکر یہ نہیں کہیں گے کہ یہ کام کیوں نہیں ہوا؟ وہ یہ نہیں سوچیں گے کہ اس کام کیلئے اتنے روپے کی ضرورت تھی۔ جب تک وہ روپیہ مہیا نہ ہو وہ کام کیسے ہو سکتا ہے۔

بہرحال مَیں اپنی طبیعت کے لحاظ سے یہ سمجھتا ہوں کہ مجھے اس تفصیل میں بھی جانے کی ضرورت نہیں۔ (طبیعت سے مراد بیماری نہیں بلکہ فطرت ہے۔ بیماری میں تو مجھے جتنی توفیق ملے گی بولوں گا) اس واسطے کہ مجھے پتہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ کو قائم کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ بشارت بھی دی اور آپؑ سے یہ وعدہ بھی کیا تھا کہ مَیں تجھے

مخلصین کی ایک جماعت

دوں گا جو ساری دُنیا میں اسلام کو غالب کرنے کی اس مہم کو کامیابی سے چلائے گی۔ یہ تو انشاء اللہ ہو کر رہے گا۔ لیکن کبھی دوسرے لوگ اعتراض کر دیتے ہیں کبھی ہمارے دلوں میں ایک وہم سا پیدا ہو جاتا ہے۔ کیوں آپ وہم کر کے مجھے پریشان کرتے ہیں؟ تھوڑی سی رقم ہے۔ سُستی دُور کریں اور رقم ادا کر دیں تاکہ ہم اپنے کام کریں اور آگے بڑھیں۔ انشاء اللہ!

خدا تعالیٰ آپ کو اتنا مال دے رہا ہے کہ آپ اس کا شکر ادا نہیں کر سکتے۔ اور پھر وہ آپ کو مالی قربانی کی توفیق بھی دے رہا ہے۔ اور آپ سے اس کا یہ وعدہ ہے کہ وہ آپ کو اجرِ عظیم دے گا۔ اور وہ اپنا وعدہ پورا بھی کر رہا ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہی فرمایا ہے کہ اولاد اور اموال تو امتحان ہیں۔ دُنیا کے امتحان کے نتیجہ میں تو ذرا ذرا سا انعام ملتا ہے۔ مثلاً ایک آدمی ایم اے پاس کر لیتا ہے لیکن یہ چھوٹا سا انعام ہے کیونکہ بہت سارے لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جن کو انعام صرف اتنا ملتا ہے کہ ایم اے کی ڈگری مل جاتی ہے۔ لیکن حکومت ان کے لئے نوکری کا سامان نہیں کرتی۔ وہ چھوٹا سا انعام یعنی ڈگری لے کر پھر بھی پریشان پھر رہے ہوتے ہیں۔

خدا تعالیٰ کا اپنے بندوں سے تو یہ سلوک نہیں ہوتا۔ وہ صرف پاس ہی نہیں کرتا۔ وہ صرف رحیم ہی نہیں ہے۔ صرف استحقاق ہی پیدا نہیں کرتا بلکہ وہ

مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ

بھی ہے۔ ہر چیز اس کے ہاتھ میں ہے۔ وہ جب استحقاق پیدا کرتا ہے تو ساتھ یہ بھی کہتا ہے یہ لو۔ اور دنیا حیران ہے اور ہم اپنے ربّ کے پیار سے جلوؤں کو دیکھ کر خوشی سے اپنی زندگی کے دن گزار رہے ہوتے ہیں

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں فرمایا ہے کہ مَیں تمہیں دُنیا کی طرح اجر نہیں دوں گا۔ بلکہ میرا اجر تو اجرِ عظیم ہے۔ (عظیم عربی لغت کے لحاظ سے اس عظمت کو کہتے ہیں جس سے بڑھ کر کوئی عظمت نہ ہو) چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو اجر مَیں نے دینا ہے اس سے بڑھ کر اجر تمہیں کہیں اور سے نہیں مل سکتا۔ پس یہ

عظیم اجر

ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے اور یہ عظیم اجر جسے ہم عملاً اللہ تعالیٰ سے وصول کر رہے ہیں۔ اور جس پر ہم خوش ہیں۔

پس اس اجرِ عظیم کے حصول میں اپنی سُستیوں کے نتیجہ میں وقتی طور پر کمی کیوں پیدا ہونے دیں۔ جس طرح ایک اونگھنے والے آدمی کو جھٹکا لگتا ہے اور وہ ایک جھٹکے کے ساتھ بیدار ہو جاتا ہے۔ مَیں بھی ویسا ہی ایک ہلکا سا جھٹکا آج لگانا چاہتا ہوں۔ تاکہ آپ بیدار ہو جائیں۔ اور کمی کو پورا کر دیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بھی ہر روز زیادہ سے زیادہ بڑی قربانی پیش کرنے کی توفیق دے اور مجھے بھی اس کی توفیق دے اس کے فضل کے بغیر یہ توفیق بھی نہیں ملتی۔"

(الفضل ۵ نومبر ۱۹۷۱ء)

خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں (مینجر بدر)

درویشانِ قادیان کے محسنین میں سے ایک نمایاں شخصیت

محترم سیٹھ محمد صدیق صاحب بانی مرحوم آف کلکتہ

از مکرم چوہدری فیض احمد صاحب گجراتی ناظر بیت المال آمد قادیان

یادوں کی کمان کو چلّے پر چڑھائے دور افقِ ماضی پر نگاہیں جمائے بیٹھا ہوں ۱۹۵۰-۵۱ء کے محاذ میں ایک وجیہہ اور چمکدار کشادہ پیشانی والی شخصیت سامنے آتی ہے۔ جس کے ہاتھوں میں ہمدردی، خلوص اور دوراندیشی کی روشنائی سے لکھی ایک تحریر ہے۔ مَیں اس تحریر کو پڑھتا ہوں جس کا ایک ایک لفظ دِل کی گہرائیوں سے نکلا ہے اور ہر اس شخص کے دِل کی گہرائی میں بیٹھنے کا حق رکھتا ہے جو خلوص اور وقار کی نگاہوں سے اسے پڑھے اور ساتھ ہی اس باوفا اور ہمدرد بزرگ کی ان پُرخلوص ہمدردیوں اور بے لوث قربانیوں پر غور کرے جو مسلسل اور غیر منقطع طور پر ۲۵ سال کے طویل عرصہ تک اس سے صادر ہوتی رہیں اور قادیان کے تمام درویشوں اور ان کے بیوی بچوں کے دلوں میں اپنے اَنمٹ نقوش یوں چھوڑ گئیں کہ انہوں نے اپنے اس محسن کے لئے بے شمار دعائیں کیں اور کر رہے ہیں۔

مرورِ زمانہ کے باوجود وہ پُرخلوص تحریر اپنے اسی مفہوم کے ساتھ میرے ذہن کی لوح پر محفوظ ہے کہ

چونکہ قادیان کے درویشوں کے وظیفے انتہائی قلیل ہیں اور آمد کے ذرائع تو قطعی مفقود ہیں اس لئے میرے دل میں یہ تحریک پیدا ہوئی ہے کہ جس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مدینہ منورہ میں مہاجرین اور انصار کے درمیان مؤاخات کا تاریخی اور بے نظیر سلسلہ قائم ہوا تھا اسی طرح قادیان کے درویشوں نے بھی چونکہ اپنے تمام عزیزوں رشتہ داروں اور دنیوی مفادات اور اپنے مستقبل سے ہجرت اختیار کی ہے اور احمدیت کے دائمی مرکز قادیان کی خدمت کے لئے اپنا سب کچھ قربان کر دیا ہے اس لئے ہم لوگ انصار بن کر درویشوں کے ساتھ مؤاخات کا سلسلہ قائم کریں۔

لیکن چونکہ سلسلۂ مؤاخات قائم کرنے کی راہ میں بعض عملی دشواریاں حائل تھیں اس لئے مرکز، دور رس نتائج کے پیشِ نظر اس پُرخلوص، درد میں ڈوبی ہوئی اور ہمدردیوں کے پانی میں گندھی ہوئی اس تحریک کو عملی جامہ نہ پہنا سکا۔

باں ہمہ وہ جذبہ جو ایک پُرخلوص دل کی گہرائیوں سے اُٹھا تھا اس نے اپنی تکمیل اور اظہار کے لئے ایسی راہیں اختیار کیں کہ آج جب کوئی دُور اندیش اور عمیق نگاہ سے کام لینے والا انسان اپنے تخیلوں میں ان پر غور کرتا ہے تو یقیناً اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ جب کوئی عزم سوزِ خلوص کی آنچ سے پختہ ہو جاتا ہے تو عجائبات منصّہ شہود میں آتے ہیں۔

آج میں اس مخلصانہ عزمِ راسخ کا ذکرِ خیر کر کے ایک فرض سے سبکدوش ہو رہا ہوں جو محترم سیٹھ محمد صدیق صاحب بانی مرحوم نے قادیان کے درویشوں اور ان کے اہل وعیال کے ساتھ مسلسل عملی ہمدردی کے لئے کیا تھا بعض عزائم ایسے ہوتے ہیں جو مصلحتوں کی قربان گاہ پر چڑھ کر اپنے وجود سے محروم ہو جاتے ہیں۔ بعض عزائم ایسے ہوتے ہیں جنہیں حادثات کا عفریت نگل لیتا ہے اور بعض عزائم ایسے ہوتے ہیں جو دودھ کے اُبال کی طرح بڑی تیزی اور شدت کے ساتھ اٹھتے تو ہیں لیکن آناً فاناً گرد کی طرح بیٹھ جاتے ہیں لیکن محترم بانی صاحب مرحوم نے درویشوں کے ساتھ سلسلہ مؤاخات قائم کرنے کا جو عزم کیا تھا اسے یوں نبھایا کہ اگر اس کی پوری تفاصیل بیان کر دی جائیں تو شاید بعض عقلیں اسے باور کرنے کے لئے تیار نہ ہوں وہ عزمِ صمیم ایک پُرجوش سینے سے نکلا اور واقعات کی صورت میں بے شمار یادگار نقوش بناتا چلا گیا نقوش بھی ایسے کہ جو ہر درویش کے نہاں خانۂ دل میں محفوظ ہیں۔ اور جذبات تشکر کو ابھار کر بے اختیار دعاؤں کی تحریک کرتے ہیں۔

آج کے مادی دور میں جب کہ حُبِّ مال نے دنیا کی اکثریت کے دلوں میں پنجے گاڑ رکھے ہیں اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ محض رضائے الٰہی کی خاطر اموال کو خرچ کرنا بڑے دل گردے کا کام ہے۔ پھر یہ تو ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص وقتی جذباتی اُبال کے تحت کوئی کارِ نمایاں کر گذرے لیکن وہ شخص جس نے نہ صرف خود تا دمِ آخر اپنے عزم کو ہر پہلو سے پُرخلوص رنگ میں نبھایا بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے بلاوا آنے سے پیشتر اپنے عزم کو اپنے بیوی بچوں کے دلوں میں منتقل کر دیا یقیناً یہ حق رکھتا ہے کہ ہم اس کے لئے دردِ دل سے دُعائیں کریں

افراطِ زر کے نتیجہ میں روز افزوں بلکہ پر لگا کر بامِ عروج کی طرف اڑتی ہوئی مہنگائی کے اس دَور میں جب بانی صاحب مرحوم کی یہ پیشکش یہاں پہنچی تھی درویشوں اور ان کے اہل وعیال کے گذارے نہایت قلیل تھے اور نانِ شبینہ سے بال بھر بھی زیادہ نہ تھے صدر انجمن احمدیہ قادیان بھی اپنے مالی وسائل میں کمی کے باعث لوئر لِمِٹ سے زیادہ وظیفے دینے کی پوزیشن میں نہ تھی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں بانی صاحب کی سوچوں کا دھارا صرف اسی رُخ پر بہتا رہا کہ وہ درویشوں کی تکالیف کو کم کرنے کے لئے اپنے خداداد اموال کو کس رنگ میں صرف کر سکتے ہیں۔ چنانچہ ایک کے بعد دوسری اور دوسری کے بعد تیسری تدبیر ان کے ذہن میں آتی چلی گئی جسے عملی جامہ پہنانے کے لئے وہ بیتاب ہوتے چلے گئے اور سکّے انکی جیب میں انگڑائیاں لیتے رہے

چنانچہ ۱۹۵۵ء میں جبکہ درویشوں اور ان کے بیوی بچوں کی تعداد چھ سو کے قریب تھی محترم بانی صاحب مرحوم کی طرف سے نئے کپڑوں کا تحفہ پہنچا۔ جو ہر فرد کے لئے ایک ایک جوڑے کی شکل میں تھا اچھی کوالٹی کے کپڑے کے درجنوں تھان امرتسر سے لاکر محلہ احمدیہ میں تقسیم کئے گئے بلکہ ان کپڑوں کی سلائی کے لئے نقد رقم بھی دی گئی اور پھر یہ سلسلہ بڑھتا چلا گیا نئے کپڑے بھی ہر سال ایک ایک جوڑا ہر فرد کو دئے جاتے رہے اور سردیوں کے ایام میں رضائیاں بھی تقسیم ہونے لگیں اور عیدین کے مواقع پر نقد رقم کی شکل میں عیدی بھی دی جاتی رہی۔ درویشوں کے دلوں سے نکلی ہوئی دعائیں بابِ اجابت تک پہنچتی رہیں۔ سیٹھ صاحب کے اموال میں برکت پیدا ہوتی رہی اور اس کے ساتھ ہی مزید قربانی کرنے کے لئے ان کے دِل کو اللہ تعالیٰ فراخی بخشتا رہا اور وہ درویشوں سے عملی ہمدردی کے لئے نئی نئی راہیں سوچتے رہے ان نئی نئی راہوں پر غور کرنے سے محسوس ہوتا ہے کہ وہ کسقدر باریک بینی کے ساتھ سوچتے تھے اگر ہر آئیٹم کے بارہ میں تفصیل کے ساتھ تحریر کیا جائے تو مضمون بہت طویل ہو جائے گا اس لئے میں کچھ اشاروں پر ہی اکتفا کروں گا۔ مثلاً

(۱) دو سال سے کم عمر کے ہر بچے کے لئے چار ماہ کے دودھ کا انتظام۔
(۲) گرلز اسکول کی بچیوں کے لئے یونیفارم کا انتظام۔
(۳) جوان ہونے والی بچیوں کے لئے برتنوں کا انتظام۔
(۴) بیماروں کے لئے قیمتی ادویہ کا انتظام
(۵) تعلیم الاسلام ہائی سکول۔ مدرسہ احمدیہ اور نصرت گرلز ہائی اسکول کے لئے پورے فرنیچر اور پنکھوں کا انتظام۔
(۶) اعلیٰ تعلیمی وظائف کے لئے ایک بڑی رقم کا انتظام
(۷) مرکزی مساجد میں پنکھے لگوانے کا انتظام
(۸) بہشتی مقبرہ میں لائٹ لگانے کا خرچ
(۹) ہندی ترجمۃ القرآن کی اشاعت کا سارا خرچ۔
(۱۰) مدرسہ احمدیہ کے کچھ طلبہ کے لئے تعلیمی وظائف۔
(۱۱) خواتین پارک میں بچوں کے لئے کھیلوں کا انتظام۔
(۱۲) مینارۃ المسیح کی سفیدی کے لئے عطیہ۔
(۱۳) لنگرخانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعمیر کا سارا خرچ
(۱۴) مسجد احمدیہ کلکتہ کی تعمیر کے لئے گرانقدر عطیہ
(۱۵) مسجد احمد مدراس کی تعمیر کے لئے عطیہ وغیرہ وغیرہ۔

لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ محترم بانی صاحب مرحوم نے کسی موقع پر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس الہام پر غور کیا کہ

"یہ نان تیرے لئے اور تیرے ساتھ کے درویشوں کے لئے ہے۔"

چنانچہ ان کی توجہ اس الہام کو ظاہری طور پر پورا کرنے کی طرف مبذول ہوئی اور انہوں نے قادیان کے تمام درویشوں اور ان کے بیوی بچوں کے لئے (جن کی تعداد تیرہ صد کے قریب ہے) چار ماہ کی گندم دینے کا انتظام کیا اور یہ انتظام گذشتہ چندرہ سال سے اسی طرح جاری ہے کہ گندم سے

بکھری ہوئی بوریاں ہر درویش کے گھر میں فصل کے وقت پہنچائی جاتی ہیں بلکہ ان تمام غیر درویش کارکنوں کو بھی گندم دی جاتی ہے جو مرکز میں رہ کر سلسلہ کی خدمت بجا لا رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے جماعت کے جن استطاعت رکھنے والے بھائیوں اور بہنوں کو توفیق بخشی ہے وہ درویش فنڈ کی تحریک میں بڑی کشادہ دلی سے حصہ لیتے ہیں اور سالہا سال سے قربانی کرتے چلے آرہے ہیں لیکن تحریک دعا کی غرض سے یہ انکشاف ضروری معلوم ہوتا ہے کہ سیٹھ بانی صاحب مرحوم ہر سال اس فنڈ میں بھی سب سے زیادہ گرانقدر عطیہ دیتے رہے اور یہ عطیہ اب بھی مرحوم کے خاندان کی طرف سے چل رہا ہے۔

یہ تو صرف ان عطیات کا ذکر تھا جو قادیان اور قادیان کے درویشوں سے تعلق رکھتے ہیں لیکن اس کے علاوہ بھی ہندوستان کے مختلف علاقوں میں جماعت کے غرباء اور یتامیٰ اور بیوگان کو مستقل ماہانہ وظائف دیئے جاتے رہے اور یہ کہنا بالکل بجا ہوگا کہ سیٹھ صاحب مرحوم نے جہاں کہیں بھی کسی حاجت مند کی آواز سنی اس کی مالی مدد کی پوری کوشش کی۔

کتنا خوش قسمت ہے وہ انسان جسے اللہ تعالیٰ اپنے اموال سے سرفراز کرے اور پھر وہ خدا تعالیٰ کی راہ میں ان اموال کو خرچ کرنے کی توفیق پائے۔ اللہ تعالیٰ نے جہاں محترم بانی صاحب مرحوم کو اپنی دنیوی نعمتوں سے نوازا تھا اور مالی وسعت عطا فرمائی تھی وہاں ان کے دل کو فراخیاں بخشیں۔ چنانچہ چند سال قبل جب جماعت احمدیہ کے دارالہجرت ربوہ میں ”مسجد اقصیٰ“ کی تعمیر کی تجویز زیر غور تھی تو بانی صاحب مرحوم نے سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت اقدس میں درخواست کی کہ اس تاریخی مسجد کی تعمیر کا سارا خرچ برداشت کرنے کی انہیں اجازت دی جائے چنانچہ حضور انور رضی نے اس پیشکش کو منظور فرما لیا۔ اس عظیم الشان تاریخی مسجد کی تعمیر کا ابتدائی اندازہ خرچ ایک لاکھ کا تھا لیکن جب عملاً مسجد کی تعمیر شروع ہوئی اور جماعت کی آئندہ وسعت کے پیش نظر مسجد کے وسیع تر کرنے کا مسئلہ سامنے آیا تو قدرتی طور پر اخراجات بھی بڑھ گئے اور بالآخر یہ اخراجات ابتدائی اندازہ سے

[illegible] خرچ [illegible]

[illegible] سے بانی صاحب مرحوم کو عطا فرمائی۔ یہ ایک بہت بڑی اور نمایاں سعادت ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی ہے کہ جو شخص اس دنیا میں خدا تعالیٰ کے گھر یعنی مسجد کی تعمیر میں حصہ لیتا ہے خدا تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بناتا ہے۔ آج جبکہ سیٹھ صاحب مرحوم خدا کے حضور حاضر ہو چکے ہیں ہم یقین رکھتے ہیں کہ مخبر صادق حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بشارت کے مطابق وہ اس گھر میں مقیم ہوں گے جو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے جنت میں بنایا ہوگا۔ مسجد اقصیٰ کی تعمیر اتنی بڑی سعادت ہے کہ رہتی دنیا تک سیٹھ صاحب مرحوم کی نسلیں بجا طور پر اس پر فخر کیا کریں گی ؎

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

میں اپنے افکار کی انگلی تھامے تقسیم ملک سے قبل کے ماضی کی دہلیز پر کھڑا ہوں اور اپنی یادداشتوں کے اجزائے منتشر کو جمع کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے ایک بار مسجد مبارک میں یہ ارشاد فرما کر دوستوں کو دعا کی تحریک فرمائی تھی کہ ایک دوست نے تفسیر کبیر کی اشاعت کے لئے چھ ہزار روپے کا عطیہ دیا ہے۔ یہ دوست بھی محترم بانی صاحب مرحوم ہی تھے اور اس زمانہ کا چھ ہزار روپیہ بڑی قدر و قیمت رکھتا تھا جو آج کے ڈیڑھ دو لاکھ کے برابر تھا۔

خاکسار راقم تقسیم ملک سے قبل شعبہ زود نویسی کا رکن تھا اور سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے خطبات۔ ملفوظات اور تقاریر قلمبند کیا کرتا تھا۔ چونکہ ان طویل اور پُر معارف تقاریر کو قلمبند کرنے کے لئے شارٹ ہینڈ کا تجربہ کامیاب نہ ہو سکا تھا۔ اور ان تقاریر کی افادیت اور تاریخی اہمیت کا تقاضا تھا کہ انہیں لفظاً بلفظ محفوظ رکھا جائے اس لئے ہم نے شارٹ ہینڈ کی بجائے لانگ ہینڈ کی اصطلاح وضع کی تھی اور پوری تقاریر کو لفظاً لفظاً لکھا جاتا تھا یہ ایک بہت ہی مشکل اور محنت طلب کام تھا لیکن ہمارے پیارے آقا اور اولوالعزم امام نے اپنے خدام کے اندر جو روح اولوالعزمی بھر دی تھی وہ اس مشکل پر قابو پا لیتی تھی۔ ۱۹۴۶ء میں سیٹھ صاحب مرحوم ایک بار قادیان تشریف لائے۔ اور انہوں نے زود نویسی کے کام کی عملی مشکلات کو محسوس کرتے ہوئے کلکتہ واپس جا کر ایک ٹیپ ریکارڈ بھجوایا لیکن قبل اس کے کہ اس ٹیپ ریکارڈ سے استفادہ کرتے ملک تقسیم ہو گیا اور وہ ٹیپ ریکارڈ لاہور بھجوا دیا گیا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ سیٹھ صاحب مرحوم کو مرکزی ضروریات کا کس قدر خیال رہتا تھا۔

ان تمام سخاوتوں اور فیاضیوں اور قربانیوں کے باوجود سیٹھ صاحب کے اندر فروتنی اور انکسار بھی بدرجہ اتم تھا وہ جب کبھی یہاں تشریف لائے یا مرکزی نمائندے کلکتہ جاتے تو مرکزی نمائندوں کے احترام میں ان کی کیفیت یہ ہوتی تھی کہ گویا وہ راہ میں بچھے جاتے تھے۔ میں چونکہ مرکز کے محکمۂ مال سے تعلق رکھتا ہوں اور مجھے بارہا قادیان میں اور کلکتہ جا کر مالی تحریکات کرنے کے مواقع ملتے رہے ہیں اس لئے میں ذاتی علم کی بناء پر کہہ سکتا ہوں کہ سیٹھ صاحب مرحوم مالی تحریکات کے لئے مستعد اور منتظر اور چشم براہ رہتے تھے اور یوں محسوس ہوتا تھا کہ وہ خود اور ان کی جیب میں رکھے ہوئے پیسے گویا تحریک کے منتظر ہیں۔

جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے کہ وہ اپنی گرانقدر مالی قربانیوں کے باوجود اپنی ذات میں عجز پسند اور منکسر المزاج تھے یہ دیکھ کر بے اختیار ان کے لئے دل سے دعا نکلتی تھی۔ سادہ وضع۔ سادہ لباس اور خدمت دین کا گہرا جذبہ دل میں لئے جب وہ کہتری کے مقام پر کھڑے ہو کر جھک کر اور بچھ کر خدمت دین کے موضوع پر بات کرتے تھے تو مخاطب پر خوشگوار اور دیرپا اثر ہوتا تھا۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جب اشاعت اسلام کے لئے صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ کا عظیم الشان منصوبہ جماعت کے سامنے رکھا تو سیٹھ صاحب مرحوم نے اپنا اور اپنے خاندان کا پورا وعدہ جو آئندہ ۱۶ سال میں یعنی ۱۹۸۹ء تک قابل ادا تھا۔ ابتدائی سال میں ہی سارے کا سارا ادا کر کے اپنے پیارے امام کی خوشنودی حاصل کی یہ بھی وعدہ خدا کے فضل سے گرانقدر تھا

پھر سیٹھ صاحب مرحوم کا یہ کارنامہ اپنی جگہ ہے کہ انہوں نے احمدیت کی خدمت اور درویشان قادیان کی مالی امداد کے لئے اپنے دل اور اپنی جیب کو ہمیشہ کشادہ رکھا لیکن ان کا یہ کارنامہ بھی بہت قابل قدر ہے کہ انہوں نے اپنے نیک جذبوں کے انجکشن اپنے بیوی بچوں کو بھی دیئے اور خدا کے حضور حاضر ہونے سے پہلے انہیں بھی خدمت دین کی شاہراہ پر گامزن کر دیا اور اس باپ کی قسمت پر کون رشک نہیں کرے گا جس نے خود نیکیوں کی توفیق پائی اور اپنی اولاد کو بھی اس راہ پر لگا دیا خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو خدا تعالیٰ کی عطا کردہ اموال میں سے اس کی راہ میں خرچ کرنے کی سعادت پاتے ہیں کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ ؎

نوع بشر اٹھو مری رحمت خرید لو
دولت ہے جس سے ہیچ وہ نعمت خرید لو
ہر مال مرا مال ہے جنت بھی ہے مری
میرے ہی مال سے مری جنت خرید لو

اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے سیٹھ صاحب مرحوم کی تمام قربانیوں کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور انہیں جنت الفردوس میں اپنے قرب سے نوازے اور ان کی اولاد کا ہمیشہ حافظ و ناصر رہے آمین۔

اخبار قادیان

★ — مکرم میر رفیع احمد صاحب مقیم لندن جو مکرم حافظ سخاوت علی صاحب صابر مقیم قادیان کے داماد ہیں اپنے اہل و عیال کے ساتھ مورخہ ۲۹؍۴؍۷۸ کو اپنے عزیز و اقارب سے ملاقات اور زیارت مقامات مقدسہ کی غرض سے قادیان تشریف لائے ہیں۔

★ — مکرم شہزادہ پرویز صاحب آف کلکتہ مع اہل و عیال پاکستان کے سفر سے واپس کلکتہ جاتے ہوئے مقامات مقدسہ کی زیارت کی غرض سے مورخہ ۲۹؍۴؍۷۸ کو قادیان تشریف لائے اور مورخہ ۳۰؍۴؍۷۸ کو کلکتہ واپس چلے گئے۔

★ — مکرم احمد توفیق صاحب چوہدری آف بنگلہ دیش ایڈیٹر اخبار ”ریئو پنزو“ زیارت مقامات مقدسہ کی غرض سے مورخہ ۲۸؍۴؍۷۸ کو قادیان تشریف لائے ہیں۔

★ — مکرم قاضی عبدالحمید صاحب درویش کے پوتے کی ایک آنکھ میں موتیا کا اپریشن مورخہ ۲۴؍۴؍۷۸ کو کامیاب طور پر ہوا۔ احباب بچے کی کامل شفایابی کے لئے دعا فرمائیں۔

★ مورخہ ۳۰؍۴؍۷۸ کو مجلس خدام الاحمدیہ قادیان کا ایک اجلاس ہوا جس میں مکرم منیر احمد صاحب حافظ آبادی بی اے نے انگریزی میں اور عزیز عبدالوکیل متعلم مدرسہ احمدیہ نے اردو میں تقاریر کیں اور آخر میں محترم قائد صاحب نے خدام کو بعض تربیتی امور کی طرف توجہ دلائی۔

درخواست دعا

مکرم چوہدری منظور احمد صاحب منیر چیمہ درویش کو امرتسر ہسپتال میں بلڈ پریشر شکر اور کمر درد اور معدہ کی خرابی کی وجہ سے ۲۹ر اپریل کو داخل کرایا گیا ہے ان کی حالت فکر والی ہے کوئی افاقہ ابھی تک نہیں ہوا۔ غذا ایک ہفتہ سے انہوں نے نہیں کھائی گلوکوز کی چار بوتلیں دی گئی ہیں اور ٹیکے لگائے جا رہے ہیں احباب موصوف کی شفائے کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا فرمائیں۔

(ایڈیٹر بدر)

میدانِ عمل کی تبلیغی یادوں کے چراغ

مکرم مولوی محمد صدیق صاحب امرتسری سابق مبلغ ملائیشیا و مغربی افریقہ

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی طرف سے جو مبلغین اسلام دنیا کے مختلف ممالک میں مصروفِ تبلیغ رہتے ہیں انہیں میدانِ عمل میں کئی قسم کے حالات سے دوچار ہونا پڑتا ہے اور تبلیغی مہمات کے دوران ایسی نوبت کے سبق آموز ایمان افزا بلکہ بعض عبرتناک واقعات بھی انہیں پیش آتے رہتے ہیں۔ جن کی اشاعت بوجوہ مفید ہوتی ہے۔ مثلاً بعض واقعات تاریخی اہمیت کے حامل ہوتے ہیں بعض ان میں سے ایسے ہوتے ہیں جو نو آموز اور نوجوان مبلغین کے لئے سبق آموز اور ان کے تجربہ اور علم میں زیادتی کا موجب بنتے ہیں انہیں پتہ لگتا ہے کہ ان کے پیشرو مجاہدین کا طریقِ کار کیا رہا ہے اور وہ میدانِ عمل میں پیش آنے والے اہم معاملات کس طرح سلجھاتے رہے ہیں اور کون سا اسلوب اور مسلک ان کی کامیابی کا موجب اور جماعتی ترقی میں ممد ہوتا رہا ہے۔

اسی طرح بعض واقعات اللہ تعالیٰ کی خاص نصرت اور تائید کے حامل ہوتے ہیں اور بعض عام احباب جماعت کے ایمان کی زیادتی اور مضبوطی کا موجب ہونے کے علاوہ بیرونی ممالک کے متعلق ٹھوس معلومات پر بھی مشتمل ہوتے ہیں۔ نیز انہیں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ نمائندگان جماعت کا یہ طبقہ یعنی مبلغین اسلام کس طرح مصروفِ کار رہتے اور تبلیغی مہمیں کیسے سر کرتے ہیں۔ آج کی صحبت میں یہ عاجز تبلیغی میدان میں گزارے ہوئے پینتیس چالیس سالوں کے دوران پیش آمدہ اہم واقعات میں سے صرف چند ایک احبابِ جماعت کی دلچسپی کیلئے پیش کرتا ہے۔

مصلح موعودؓ کی دعا سے

گامانگا کی کامیابی

خاکسار ۱۹۴۱ء میں تبلیغی سلسلہ میں سیرالیون (مغربی افریقہ) کے شہر بلاما (Blama) میں اس ریاست کے احمدی پیراماؤنٹ چیف لحائے نبیاں مین مرحوم کے بنگلہ میں مقیم تھا۔ ایک روز شدید بارش کے دوران ایک صحت مند چھریرے اور نہایت خوبرو نوجوان گھٹنوں تک ربڑ کے لمبے لمبے بوٹ پہنے بارش میں بھیگتے ہوئے میرے پاس آئے اور کہنے لگے میں آپ کے پاس ایک نہایت ہی اہم معاملہ لے کر آیا ہوں۔ ہمارے روحانی باپ اور مقدس ماسٹر خلیفۃ المسیح کے نمائندہ ہونے کی وجہ سے آپ بھی ہمارے باپ ہی کے مقام پر ہیں اس لئے کسی مشکل مرحلے پر ہمارا آپ کے پاس آنا ایک طبعی امر ہے۔ آپ کو علم ہے کہ میرے احمدی چچا آنریبل پیراماؤنٹ چیف خلیلو گامانگا آف سمبارو سٹیٹ لاولد فوت ہو گئے ہیں ان کے بعد خاندانی طور پر ریاست کی سربراہی کا میرا ہی حق بنتا ہے کیونکہ چچا خلیلو سے پہلے میرے والد پیراماؤنٹ چیف تھے ایک ڈیڑھ ماہ تک انتخاب ہونے والا ہے میرے مقابل پر دوسرے نوابی خاندانوں کے سات امیدوار کھڑے ہو رہے ہیں۔ جو سب مالدار اور با اثر لوگ ہیں اور عمر میں بھی سب مجھ سے بڑے ہیں۔ کئی انگریز اعلیٰ افسران کے مداح ہیں۔ ادھر میں اکیلا بے یار و مددگار ہوں اور مالی لحاظ سے بھی تہی دست ہوں محض اللہ تعالیٰ پر بھروسہ ہے۔ وہ لوگ موٹروں اور ٹرکوں میں پھر پھر کر اپنا پراپیگنڈا کر رہے ہیں۔ جبکہ میرے پاس ایک سائیکل بھی نہیں ہے۔ تاہم جملہ اُمیدواروں میں اعلیٰ تعلیم یافتہ صرف میں ہی ہوں شاید میری تعلیم کی وجہ سے ریاست کے لوگ میرے حق میں ہو جائیں گو بظاہر میری کامیابی کا کوئی چانس نظر نہیں آتا تاہم میری والدہ نے میری ہمت بڑھا کر مجھے قسمت آزمائی پر مجبور کیا ہے۔ وہ کہتی ہیں کہ تم چونکہ دینِ اسلام کی سچی راہوں پر گامزن ہو اللہ تعالیٰ ضرور تمہاری مدد فرمائے گا۔

اس کے بعد کہنے لگے کہ آپ چند دنوں کے لئے اپنا سائیکل مجھے دے دیں میں نے اپنے محکمہ سے ایک ماہ کی رخصت لے لی ہے تاکہ اپنی ریاست میں گاؤں گاؤں پھر کر اپنے لوگوں کو اپنا حق یاد دلاؤں اور اپنے والد چیف عثمان مرحوم کی خدمات اور حسنِ سلوک یاد دلا کر انہیں مجھے ووٹ دینے پر آمادہ کروں۔

ٹیبی گامانگا سے آنریبل گامانگا

یہ مخلص احمدی نوجوان آنریبل پیراماؤنٹ چیف ناصر الدین گامانگا پیراماؤنٹ چیف آف سمبارو چیفڈم اور جماعت ہائے احمدیہ سیرالیون کے نیشنل پریذیڈنٹ تھے (جو گذشتہ ماہ وفات پا گئے ہیں) اس وقت صرف کیلوا گامانگا کہلاتے تھے اور ضلعی ہیڈ آفس کینیما (Kanema) میں محکمہ زراعت کے ایک معمولی کلرک تھے۔ کیلوا مینڈے زبان میں اس بچے کو کہتے ہیں جس کا تنا یا جسم نشوونما پانا چھوڑ دے پیدائش کے بعد ان کا جسم بڑھتا نہیں تھا اس لئے خاندان والوں نے ان کا یہ نام رکھ دیا تھا جو بعد میں مستقل نام ہو گیا۔ اگرچہ بعد میں گامانگا صاحب کا جسم خوب بڑھا اور پھلا پھولا۔

آنریبل گامانگا کٹر کیتھولک عیسائی تھے مگر ۱۹۲۹ء میں حضرت مولانا نذیر احمد علی صاحب کے ذریعہ عیسائیت سے تائب ہو گئے اور مسلمان ہو کر پابند صوم و صلوٰۃ اور اسلامی زندگی کا نمونہ بنے۔

بہر حال میں نے اپنا سائیکل ان کی فرمائش پر اُن کے سپرد کرنے کے بعد انہیں اپنی کامیابی کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور متواتر پُرسوز دُعائیں کرنے اور سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں فوری طور پر دُعا کی درخواست کرنے کی تحریک کی پھر میں نے انہیں کہا کہ اگر آپ وعدہ کریں کہ ریاست کے سربراہ بننے کے بعد آپ اپنی ساری ریاست کو مسلمان بنانے کی کوشش کریں گے اور ریاست کے مرکز میں ایک شاندار مسجد اور سکول تعمیر کرائیں گے اور دوسری ریاستوں کے سربراہوں کی طرح چار سے زیادہ عورتیں اپنے حرم میں نہیں رکھیں گے بلکہ اپنی ریاست سے لونڈیوں کا تصور ہی ختم کرنے کی کوشش کریں گے تو میں بھی سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آپ کی کامیابی کے لئے دعا کی خاص درخواست کر دوں گا۔

کامیابی کی قبل از وقت بشارت

چنانچہ کیلوا گامانگا صاحب نے مسجد احمدیہ بلاما میں بعد نماز ظہر احبابِ جماعت کے سامنے یہ سب وعدے پورے کرنے کی قسم کھائی اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں اپنی کامیابی کے لئے بذریعہ تار اور خط خاص دُعا کی درخواست بھی کر دی اور پھر خاکسار نے ساری جماعت سمیت دلی دعاؤں کے ساتھ اپنی انتخابی مہم پر انہیں روانہ کیا۔ خاکسار نے خود بھی حضورؓ کی خدمت میں ان کے حالات تفصیل سے عرض کر کے دعا کے لئے عرض کیا نیز اس وقت کے امیر جماعت ہائے احمدیہ سیرالیون مولانا نذیر احمد علی صاحب رضی اللہ عنہ کی طرف سے بھی جماعتوں میں گامانگا صاحب کی کامیابی کے لئے دُعا کی تحریک ہوتی رہی۔ چنانچہ اگرچہ مقابلہ بڑا کٹھن تھا اور کسی کو بھی کیلوا گامانگا صاحب کی کامیابی کی اُمید نہ تھی۔ خصوصاً جبکہ وہ مالی لحاظ سے دوسروں کی خدمت کرنے کے قابل نہ تھے اور ان کے خاندان میں متواتر یکے بعد دیگرے بلا وقفہ پیراماؤنٹ چیف لمبا لمبا عرصہ اپنا حق لے بھی چکے تھے اور اس مرتبہ سات بڑے اہم اُمیدواران کے مقابل پر تھے۔ تاہم اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی دعاؤں کو سنا اور قبول فرمایا اور انتخابات سے عین ایک ہفتہ قبل ہی حضورؓ کی طرف سے بذریعہ خط یہ بشارت ملی۔ حضورؓ کے اپنے الفاظ تھے:-

”ہم نے گامانگا کے لئے دُعا کی ہے اللہ تعالیٰ انھیں کامیاب کرے گا۔ انھیں اطلاع دے دیں“

اُس وقت میں قصبہ ”بو“ میں تھا۔ میں نے یہ مبشر خط بو کی جماعت کے مخلص احمدی حاجی عبد الرحمٰن ماساکوئے گولڈ سمتھ اور ان کے بھائی ابوبکر صاحبان جو خدا کے فضل سے اب تک زندہ ہیں با جے بو بھیج کر گامانگا صاحب اور انکی احمدی والدہ کو انتخابات سے چند روز قبل پہنچا دیا۔ جس پر وہ بہت خوش ہوئے اور لوگوں میں اعلان کر دیا کہ خدا کے خلیفہ کو دی گئی بشارتِ ربانی کے مطابق انشاء اللہ ہم ہی کامیاب رہیں گے۔

انتخاب میں غیر معمولی کامیابی

پھر مشیت الٰہی سے ایسا ہوا کہ گورنمنٹ

سیرالیون نے جس انگریز افسر اعلیٰ کو شاہ انگلستان کا نمائندہ بنا کر اس ریاست میں انتخاب کرانے کے لئے باجے بو ارسال کیا وہ اس امر کے حق میں تھے کہ ریاستوں کے سربراہ اور چیف تعلیم یافتہ اور موجودہ تہذیب و تمدن سے بہرہ ور اور جہاں دیدہ اشخاص ہونے چاہئیں۔ چنانچہ اسی طرف انھوں نے انتخاب کرانے سے پہلے بڑے مؤثر انداز میں ووٹروں کو خطاب کرتے ہوئے توجہ دلائی جس سے ریاست کے اکثر سرکردہ ووٹر کینوا گا مانگا کے طرفدار ہو گئے کیونکہ باقی سب امیدوار ناخواندہ تھے اور آخر کار گا مانگا صاحب خدا کے فضل و کرم سے بڑی بھاری اکثریت سے اپنی ریاست کے لائف پیراماؤنٹ چیف منتخب ہو کر آنریبل چیف ناصر الدین کینوا گا مانگا کہلانے لگے۔ ناصر الدین نام اُن کو حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے عطا فرمایا تھا۔ جن کی دُعا کے معجزانہ اثر سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ نہ صرف کامیاب ہوئے بلکہ قبل از وقت حضور کو بشارت دی گئی کہ گا مانگا صاحب کامیاب ہوں گے۔ الحمد للہ کہ اس کے بعد برادرم چیف گا مانگا صاحب نے اپنے سب حلفیہ وعدے پورے کرنے کی کوشش کی اور اپنی بساط ... حالات کے مطابق جماعتی مفاد کے لئے کوشاں رہے۔ اور وفات سے قبل بفضلہ تعالیٰ سیرالیون کی تقریباً دو صد جماعتوں کے لوکل پریذیڈنٹ تھے۔ اور کئی بار قادیان اور ربوہ آئے تھے۔ سیدنا حضرت خلیفة المسیح الثانیؓ اور سیدنا حضرت خلیفة المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ سے کئی بار شرف ملاقات حاصل کر چکے تھے اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے بڑے مخلص اور سرکردہ خواص میں شمار ہوتے تھے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے قرب میں بلند مقام عطا فرمائے اور جماعت سیرالیون میں جو خلا پیدا ہو گیا ہے اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل سے اس کو پُر کرے آمین۔

سیرالیون میں پیراماؤنٹ چیف گا مانگا کے علاوہ اور بھی کئی پیراماؤنٹ چیف ایسے ہوئے ہیں اور بعض ان میں سے اب تک موجود ہیں جنہیں اپنے انتخاب میں سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی دُعا سے کامیابی ہوئی۔ مثلاً پیراماؤنٹ چیف الحاج لمائے سودا آف بانڈا جما سودا سٹیٹ، پیراماؤنٹ چیف ابوبکر صدیق آف کاکوا سٹیٹ۔ پیراماؤنٹ چیف بنیاں آف جمی باگبو اسٹیٹ اسی طرح اور کئی ہیں۔

بائیس سال قبل کا ایک عجیب مقدمہ

ایک عجیب واقعہ مجھے سیرالیون کے شہر "بو" میں پیش آیا جو اس حقیقت کا آئینہ دار ہے کہ جھوٹ اور ظلم کی راہ سے کوئی مادی فائدہ حاصل کرنا مہلک نتائج پیدا کرتا ہے اور دنیا میں کسی بے قصور کو سراسر جھوٹ اور افتراء سے مجرم ثابت کر کے سزا دینے یا دلوانے والے اللہ تعالیٰ کی گرفت سے بچ نہیں سکتے بلکہ بعض دفعہ اسی دنیا میں وہ ان سے مؤاخذہ کر کے دوسروں کے لئے عبرت کا سامان فرما دیتا ہے۔

سیرالیون احمدیہ مشن کا مرکز ۱۹۳۷ء سے ۱۹۶۱ء تک "بو" میں رہا ہے آج کل فری ٹاؤن میں ہے۔ بو میں جماعت کے لئے زمین کے حصول کے لئے بڑی بڑی مشکلات پیش آئیں عیسائی مشنریوں کی یونائیٹڈ کرسچین کونسل نے بڑی کوششیں کیں کہ ہمارے قدم بو میں نہ جمیں۔ چھ سات مرتبہ یہ معاملہ ہم نے بطور شکایت چیف کمشنر کی عدالت میں پیش کیا آخر ۱۹۴۳ء میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک وسیع قطعہ زمین حاصل کر لیا گیا اس زمین کے ایک کونے میں اس وقت فولانی قبیلہ کا ایک پچاس ساٹھ سالہ غریب کسان مالکان زمین کی اجازت سے کھیتی باڑی کرتا تھا شہر کے بعض شرفاء کی سفارش پر ہم نے بھی اس شرط پر اُسے وہیں رہنے کی اجازت دے دی کہ بوقت ضرورت وہ بلا عذر اور بلا معاوضہ فوراً زمین خالی کر دے گا۔ تاہم ۱۹۵۶ء میں جب اس حصہ زمین کی ضرورت پڑی تو اس نے بعض مخالفین کی شہ پر وہاں سے نکلنے سے انکار کر دیا۔ پیراماؤنٹ چیف بو نے اپنی عدالت میں ہمارے حق میں فیصلہ کیا لیکن پھر بھی وہ اس زمین سے بے دخل نہ ہوا اور آئے دن ہمارے سکول کے سٹاف اور طلبہ کے ساتھ اس کا جھگڑا ہوتا رہتا۔ ایک روز سکول کے لڑکوں کا فٹ بال دو تین مرتبہ اس کی کھیتی میں جا گرا۔ تیسری مرتبہ فٹ بال اُدھر جانے پر اپنی درانتی سے اس نے دو لڑکوں کو زخمی کر دیا جس پر باہمی لڑائی شروع ہو گئی اور تین چار لڑکے اور ایک اُستاد اور خود اس شخص کو بھی چوٹیں آئیں۔ خاکسار اس روز اپنے مرکز بلکہ شہر سے بھی باہر تھا۔ سکول کے ہیڈ ماسٹر صاحب نے بعد میں سرسری طور پر اس حادثہ کی مجھے اطلاع دی اور بات آئی گئی ہو گئی لیکن بو کے کریول عیسائیوں کے لیڈر اور نمائندہ کی انگیخت پر اس فولانی کے رشتہ دار اسی دن اسے ایک کیتھولک میڈیکل افسر کے پاس لے گئے اور معمولی زخموں کا ایک مبالغہ آمیز میڈیکل سرٹیفکیٹ حاصل کر لیا جس کے بعد ہمارے مخالفین نے چندہ کر کے سیرالیون کے ایک مشہور عیسائی بیرسٹر مسٹر بٹیس کے ذریعہ احمدیہ سکول کے جنرل منیجر یعنی خاکسار کے خلاف اس فولانی کی طرف سے ہائی کورٹ میں مقدمہ دائر کر دیا۔ ہمیں بھی مجبوراً وکیل کرنا پڑا۔ مقدمہ ایک مخالف عیسائی جج جسٹس لیوک (LUKE) کی عدالت میں چھ ماہ تک چلتا رہا۔ میری طرف سے پیش کردہ گواہ اس لئے کمزور سمجھے گئے کہ وہ خود مقدمہ میں فریق اور جھگڑے میں ملوث تھے۔ لیکن اس کے برعکس اس فولانی کی طرف سے اس کی بیوی بھائی اور ایک دوست کی جھوٹی گواہیوں اور بیانات کو بطور عینی شہادتوں کے تسلیم کر لیا گیا۔ حالانکہ وہ لوگ بھی میری طرح وقوعہ کے وقت اس کمپاؤنڈ میں موجود ہی نہ تھے اور پھر وہ اس کے رشتہ دار بھی تھے۔ انھوں نے یکے بعد دیگرے یہ جھوٹا حلفیہ بیان دیا کہ خاکسار نے خود سکول کے لڑکوں اور اُستادوں کو اُکسا کر ان سے ایک بوڑھے اور اکیلے شخص پر بلوہ کروایا تھا۔ اور پہلا وار چھری سے اس پرمیں نے ہی کیا تھا۔ ہمارے وکیل کے دلائل اور جرح وغیرہ کے باوجود جج کا رویہ مقدمہ کے شروع سے آخر تک معاندانہ ہی رہا بلکہ ایک مرحلہ پر آنریبل جج نے خود مجھ سے ایسا سوال کیا جو اُن کی صریح طرفداری کا آئینہ دار تھا۔ انہوں نے پوچھا کیا اس ہندوستانی پگڑی اور اچکن شلوار میں ملبوس آپ جیسے شخص کو استادوں اور طلبا کے درمیان سے پہچاننے میں یہ سیدھے سادھے لوگ غلطی کر سکتے ہیں؟ میں نے جواباً عرض کیا کہ اوّل تو ان میں سے کوئی بھی موقعہ پر موجود نہ تھا اور نہ میں خود وہاں موجود تھا دوسرے جس طرح آپ صرف اس وقت عدالتی لباس میں چوغا اور ٹوپی وغیرہ پہنے ہوتے ہیں مگر عدالت سے باہر اور گھر پر آپ یہ لباس زیب تن نہیں کرتے اسی طرح خاکسار بھی اپنی یہ مشرقی یونیفارم اپنے مکان اور کمپاؤنڈ میں صرف نماز کے اوقات اور دیگر تقریبات پر پہنتا ہے۔ ہر وقت نہیں پہنتا۔

عدالت میں خاکسار کی پیشکش

تاہم اپنے فیصلہ میں جج نے ہمارے باقی تمام لڑکوں اور اُستادوں کو اس بنا پر بری کر دیا کہ انھوں نے اپنے منیجر کی ہدایت پر متعلقہ شخص کو زخمی کیا اور مجھے بمع خرچہ مقدمہ ۱۲ صد پونڈ جرمانہ کر کے تین ماہ تک ادا نہ کرنے کی صورت میں مشن کی عمارتوں کو seize کر دینے کا فیصلہ صادر کیا۔ ہمارے لئے اس آخری عدالت کے بعد مزید اپیل کی کوئی گنجائش بھی نہ تھی۔ جج نے میری اس پیشکش کو بھی رد کر دیا کہ آپ کے نزدیک مجرم چونکہ میری ذات ہے اس لئے جرمانہ ادا نہ کرنے کی صورت میں مجھے سزا دی جائے لیکن صاف ظاہر ہے کہ اس عیسائی جیوری کا مقصد مشن اور جماعت کو نقصان پہنچانا تھا۔ اور بُرا ہو اسلام کے خلاف تعصب اور عناد کا کہ میری پیشکش کے باوجود عدالت اپنے مؤقف پر قائم رہی۔

چنانچہ فیصلہ کے بعد چوتھے روز صبح نو بجے پولیس نے ہم پانچ مبلغین اور مشن کے سارے اسٹاف کو باہر نکال کر ہمارے مکانات seal کر دئے اور ہمیں مسجد میں پناہ لینی پڑی تاہم پانچویں روز آنریبل گا مانگا مرحوم اور ایک دو اور مخیر احمدی احباب نے یہ جرمانہ کی رقم ادا کر دی تھی ورنہ عیسائیوں نے تو مشن کی سب جائیداد قرقی کرنے کی ٹھانی ہوئی تھی تاہم اللہ تعالیٰ نے ان کا یہ منصوبہ خاک میں ملا دیا۔ (باقی)

تقریبِ رخصتانہ

مورخہ ۱۶ فروری ۱۹۷۸ء سکندر آباد میں مکرم منصور احمد صاحب ابن مکرم الحاج ڈاکٹر محمد امام صاحب مرحوم شموگہ کا رخصتانہ مکرمہ فرحت جہاں صاحبہ بنت جی۔ ایم نذیر احمد صاحب مرحوم کے ساتھ عمل میں آیا۔ احباب دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ اس شادی کو جانبین کے لئے موجب رحمت کرے۔ آمین۔ مکرم محمود احمد صاحب نے اعانت بدر ۵/- روپے شادی فنڈ ۵/- درویش فنڈ ۵/- اور عظیم النساء بیگم صاحبہ کی جانب سے اعانت بدر ۵/- درویش فنڈ ۵/- شادی فنڈ ۱/- شکرانہ ۱/- صدقہ ۵/- روپے ادا فرمائے آمین۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

خاکسار۔ حمید الدین شمس مبلغ حیدر آباد۔

منقولات

حاصلِ مُطالعہ

(منقول از ہفت روزہ "لاھور" لاہور مؤرخہ ۱۹ فروری ۱۹۷۸ء صفحہ ۱۱ ، ۱۲)

مفتی محمود بنام مودودی

"____ مفتی محمود صاحب نے حیدر آباد پریس کانفرنس میں فرمایا تھا ___" مودودی نے "جمعیت العلماء" کے مولویوں کے خلاف فتویٰ دیا ہے۔ مودودی کو فتویٰ دینے کا حق حاصل نہیں۔ فتویٰ دینے کا حق مجھے ہے میں اب تک پندرہ ۱۵ ہزار فتوے دے چکا ہوں۔ اور وہ سب مجلّد کتابوں میں موجود ہیں۔ میں آج اس پریس کلب میں فتویٰ دیتا ہوں کہ

مودودی گمراہ۔ کافر اور خارج از اسلام ہے۔ اس کے اور اس کی جماعت سے تعلق رکھنے والے کسی مولوی کے پیچھے نماز پڑھنا ناجائز اور حرام ہے۔ کفر اور ضلالت ہے وہ امریکہ اور سرمایہ داروں کا ایجنٹ ہے۔ اب وہ موت کے آخری کنارے پر پہنچ چکا ہے۔ اور اب اُسے کوئی طاقت نہیں بچا سکتی۔ اُس کا جنازہ نکل کر رہے گا۔"

{ہفت روزہ "زندگی" لاہور ۱۰ نومبر ۱۹۶۹ء
بحوالہ "طلوعِ اسلام" لاہور جنوری ۱۹۷۸ء}

جنرل صاحب بڑا افسوس ہے

علامہ شاہ احمد نورانی کا عرس امجدی پر خطاب :-

"____ ابھی حال ہی کا ذکر ہے۔ کہ میں اور مولانا عبدالستار خاں نیازی۔ مولانا غلام علی اوکاڑوی اور مولانا سید حسین الدین شاہ صاحب ۱۳ اکتوبر ۱۹۷۷ء جمعرات کے روز جنرل محمد ضیاء الحق سے ملاقات کے لئے گئے۔ تاکہ دارالعلوم اور مسجد کا سنگِ بنیاد اُن سے رکھوایا جائے۔ جب اُن سے باتیں ہو رہی تھیں۔ انہوں نے فرمایا :-

"____ میں نے سُنا ہے آپ بڑے وسیع القلب ہیں۔ آپ میں بڑی رواداری ہے۔ آپ میں بڑی فراخدلی ہے۔ اسی فراخدلی کا نتیجہ ہے کہ جب آپ سہالہ میں تھے قید کے ایام میں آپ نے رواداری اور وسعت قلبی کا مظاہرہ کرتے ہوئے "فلاں صاحب" کے پیچھے نماز پڑھی۔ میں سُنتا رہا۔ جب اُن کی بات ختم ہوگئی تو میں نے جواباً عرض کیا۔ کہ جنرل صاحب بڑا افسوس ہے۔ آپ کو غلط اطلاعات دی گئیں۔ ہم میں الحمدللہ بڑی وسعت قلبی ہے لیکن گستاخِ رسولؐ کے لئے کوئی وسعت نہیں ہم میں رواداری ہے۔ لیکن حضورؐ پُرنور کی شانِ اقدس میں تنقیص کرنے والے کے لئے کوئی رواداری نہیں۔ اعلیٰحضرت۔ عظیم البرکت۔ امام اہلِ سُنّت مولانا احمد رضا خاں فاضل بریلوی کا لکھا ہُوا "مجموعہ فتاویٰ" ___ "حسام الحرمین" کے نام سے مشہور ہے جسمیں علمائے حرمین شریفین کا فتویٰ موجود ہے۔ اور "مسلکِ اعلیٰحضرت" کی تصدیق ہے۔ ہم الحمدللہ اس فتویٰ پر عمل کرتے ہوئے کوئی بھی شخص ہو۔ خواہ وہ ڈیرہ اسماعیل خان کا ہو۔ خواہ ملتان کا ہو۔ یا اچھرہ کا ہو۔ کسی شاتمِ رسولؐ کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے۔ اور میں نے کہا یہ تو چار چار ٹکے کے امام ہیں۔ ہم تو "حرمین شریفین" کے نجدی امام کے پیچھے بھی نماز نہیں پڑھتے۔ یہ مُلّا تو چار چار ٹکے کے ہیں۔ ان کے پیچھے نماز پڑھنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ہمارے مسلک میں ایسی رواداری۔ فراخدلی اور وسیع القلبی نہیں ہے۔ ہمارے مذہب میں شاتمِ رسولؐ کے لئے کوئی وسعت نہ آج ہے نہ آئندہ ہوگی۔

قومی اسمبلی میں بھی اذان ہوتی ہے۔ علامہ ازہری صاحب موجود ہیں۔ اُن لوگوں کا رُخ ایک طرف ہوتا ہے اور ہمارا رُخ اُن سے دوسری طرف۔ اس کے دیکھنے والے ایک دو نہیں بے شمار لوگ موجود ہیں ___"

(ماہنامہ ترجمان اہلِ سُنّت، کراچی دسمبر ۱۹۷۷ء
ہفت روزہ "رضائے مصطفیٰ" گوجرانوالہ جنوری ۱۹۷۸ء)

ایک اچھی مثال

"____ پچھلے دنوں دہلی کے محلہ دریا گنج کی جامع مسجد کو مسلمانوں کے حوالے کر کے اس علاقہ کے "غیر مسلم" باشندوں نے ایک اچھی مثال قائم کی ہے۔

پہاڑ گنج دہلی کا ایک ایسا محلہ ہے جہاں کی اکثریت ۱۹۴۷ء کے فرقہ وارانہ ہنگاموں سے پہلے مسلمانوں پر مشتمل تھی۔ لیکن ان ہنگاموں میں یہ محلہ مسلمانوں سے بالکل خالی ہو گیا تھا۔ اور اس لئے وہاں کی مساجد بھی پچھلے گیارہ سال سے ویران پڑی ہوئی تھیں۔ اس لئے آج جبکہ ہندو مہاسبھا یوپی میں مساجد کو مندروں میں تبدیل کرنے کے لئے سرگرم ہے۔ دہلی میں اس مسجد کی واگذاری خصوصیت کے ساتھ قابلِ ذکر ہے اور اس کے لئے ہم وہاں کے ہندو اور سکھ باشندوں کو مستحق مبارکباد سمجھتے ہیں۔

جامع مسجد کی واگذاری اس بات کا ثبوت فراہم کرتی ہے کہ ہمارے ملک میں بہتر کا شعور پیدا ہوتا جارہا ہے۔ اگرچہ اس بیداری کی رفتار بہت ہی سُست ہے۔ لیکن اگر یہ بیداری قائم رہ سکی تو تاخیر کے ساتھ ہی سہی۔ لیکن اس کے خوشگوار اور مستقل نتائج ضرور برآمد ہوں گے۔"

(ماہنامہ "آستانہ" دہلی۔ مئی ۱۹۵۹ء
صفحہ ۱۶)

معراج النبیؐ

"____ شاہ جی پنجاب کے دور افتادہ گاؤں میں معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر تقریر کر رہے تھے۔ ٹھیٹھ پنجابی میں بیان کرتے چلے گئے۔ "حضورؐ عرش کو چلے تو کائنات تھم گئی۔"

اب "تھم گئی" کو پنجابی میں سمجھانا شروع کیا کہ "رُک گئی" ___ پھر فرمایا "ٹھہر گئی" لوگوں سے پوچھا ___ "کچھ سمجھے؟" ___ زیادہ تر سر نفی میں ہلے ___ آپ نے سر کو جُنبش دی اور کروٹ لے کر کہا ___ "میرے ہالیو! (ہل جوتنے والو) اللہ کا محبوب عاشق کے گھر کو چلا تو حُسن و جمال کے اس پیکر متحرک کو دیکھ کر کائنات تھم گئی ___ ٹھہر گئی ___ رُک گئی ___ تُسی ہالی۔ اجے وی نہیں سمجھے تے میں تہانوں سمجھانواں ___

تیرے لونگ دا پیا لشکارا
تے ہالیاں نے ہل ڈک لئے

شاہ جی نے یہ شعر اس خوش بیانی سے پڑھا کہ مجمع لوٹ پوٹ ہو گیا ___ "رب نے کہیا کہ میرا سوہنا آرہیا اے۔ تے زمین آسمان دی ایس گردش نوں ڈک، کود، جھمبڑے جھتے سَن او تھے دے اوتھے ای ڈک لئے ___ جہاں زمین و آسمان تھے وہاں رُک گئے۔ فرش سے عرش تک کا سفر طے ہو گیا۔"

("ملفوظات امیر شریعت"، صفحہ ۴۳-۴۵- مرتبہ حکیم مختار احمد الحسینی)

امیر شریعت

"____ یار لوگوں نے شریعت کو نہ ماننے کے لئے میرا نام امیر شریعت رکھ دیا ہے ___

میری گھگھری نوں گھنگھرو لوا دے
جے توں میری ٹور دیکھنی ___"

("ملفوظات امیر شریعت"، صفحہ ۷۸۔ مرتبہ حکیم مختار احمد الحسینی)

اکثریت

"____ ماسٹر غلام مصطفیٰ خاں صاحب سلہریا لاہور کے راہ نما ہیں ___ حضرت شاہ صاحب ایک دفعہ بیرون دہلی دروازہ لاہور میں تقریر کر رہے تھے کہ کسی نے جلسے سے اُٹھ کر کہا :-

"شاہ جی! آپ اکثریت کے ساتھ کیوں نہیں ہو جاتے۔"

آپ نے فوراً مخصوص جلالی شان سے فرمایا :-

"اگر اکثریت کا لحاظ ہے تو حضرت حسینؓ پر درود کیوں بھیجتے ہو۔ یزید پر درود پڑھو۔"

("ملفوظات امیر شریعت" صفحہ ۷۸۔ مرتبہ حکیم مختار احمد الحسینی)

"مسٹر بھٹو جب فرعون بنے بیٹھے تھے" ح۔ رامے

"...... محمد حنیف رامے نے مسٹر بھٹو کے خلاف نواب محمد احمد خاں کے مقدمہ قتل میں سپیشل پراسیکیوٹر ایم۔ اے۔ رحمان کو اپنے وکیل کے ذریعہ نوٹس بھجوایا ہے ...... نوٹس میں سپیشل پراسیکیوٹر کی اس بات کو غلط قرار دیا گیا ہے کہ ملزم (رامے) بے اثر انداز ہو گئے ہیں۔

نوٹس میں کہا گیا ہے کہ مسٹر بھٹو جب فرعون بنے بیٹھے تھے۔ وہ اُس وقت نہ بکے اگر بکنا ہوتا تو اس وقت بک جاتے۔"

(روزنامہ "امروز" لاہور
مؤرخہ ۲۷ جنوری ۱۹۷۸ء)

درخواستِ دُعا :-

مکرم آفتاب الدین خانصاحب سیکرٹری مال جماعت احمدیہ کیرنگ عرصہ دو ماہ سے علیل ہیں۔ موصوف کی شفاءِ کاملہ عاجلہ کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔

(صدر جماعت احمدیہ کیرنگ)

آل بنگال احمدیہ مسلم کانفرنس (بقیہ صفحہ اوّل)

پانچویں تقریر مکرم سید فضل احمد صاحب پٹنہ نے انگریزی زبان میں کی۔ آپ کی تقریر کا عنوان تھا "محمد صلعم انسانیت کا نجات دہندہ" آپ نے فرمایا کہ اسلام ایک انٹرنیشنل مذہب ہے۔ اسلام کا خدا ربّ العٰلمین ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود انسانیت کیلئے مجسّم رحمت تھا چنانچہ آپ نے کفار مکّہ کے ظلم و ستم اور پھر فتح مکّہ کے واقعہ کو تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا اور آخر میں آنحضرت صلعم کے متعلق مشاہیر عالم کی آراء کو پڑھ کر سُنایا۔

اس جلسہ کی چھٹی تقریر مسٹر ڈاکٹر گاڈریج ایس کرائے نے حضرت زرتشت علیہ السلام کی سیرت و سوانح پر کی۔

بعدہٗ جناب ہیرالعل صاحب جوبڑا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے متعلق تقریر فرمائی۔ آپ نے آنحضرت صلعم کی بعثت سے قبل عربوں کی حالت کا نقشہ کھینچتے ہوئے اسلام کی پُرامن اور سلامتی بخش تعلیمات کو پیش کیا۔ اور بتایا کہ آنحضرت صلعم کی تعلیمات اور سیرت کو زندہ رکھنے کے لئے قیامت تک آپ کے خادم آتے رہیں گے۔

جناب کیپٹن بھاگ سنگھ صاحب نے حضرت سکّم جی مہاراج کی سیرت کے عنوان پر ... اور آپ کی صُلح کل شخصیت کی نمایاں ... بیان کیں۔

اس اجلاس کی نویں تقریر محترم مولانا عبدالحق صاحب فضل مبلغ انچارج یوپی کی تھی عنوان تھا "سیرت و سوانح حضرت بانی جماعت احمدیہ" آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک تحریر پیش کر کے بتایا کہ قرآن مجید کی تعلیم کی رو سے ہمارا فرض ہے کہ ہم تمام اُن نبیوں اور رسولوں کو سچا مان لیں جو مختلف ممالک اور اقوام میں آئے۔ اور بتایا کہ بانی جماعت احمدیہ نے تمام بنی نوع انسان کیساتھ ہمدردی اور محبت کی اعلیٰ تعلیم دی چنانچہ بانی جماعت احمدیہ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ میں دو ہی اصول لے کر آیا ہوں اوّل خدا کی توحید اور دوسرے مخلوقِ خدا کی ہمدردی۔ نیز فاضل مقرّر نے مختلف مذاہب کی رو سے چاند اور سورج گرہن کی پیشگوئی کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کو پیش کیا۔

بعدہٗ اس جلسے کے مہمان خصوصی محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے ایک بصیرت افروز خطاب فرمایا۔ آپ نے جلسہ پیشوایان مذاہب کی تاریخی اہمیت۔ اغراض و مقاصد اور افادیت پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ اس وقت مذہب کے ماننے والے اکثر لوگ ایسے ہیں جو مذہب کو قومی اور رسمی رنگ میں مانتے ہیں جسکی وجہ سے عام طور پر مذہب سے دُوری بڑھتی جارہی ہے۔ اور اس وقت مذہب اور دہریت میں ایک جنگ جاری ہے۔

آنمحترم نے فرمایا کہ ہم اعتقاد رکھتے ہیں کہ آنحضرت صلعم کا وجود تمام دنیا کے لئے مجسّم رحمت ہے اور آپ نے تمام دنیا کے سامنے اپنے پیار و محبّت کا جو نمونہ دکھایا اس کی کوئی مثال پیش نہیں کی جاسکتی۔ آپ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ سیرت کے بعض نہایت ایمان افروز واقعات کو بیان کرتے ہوئے آپؐ کی بنی نوع انسان سے ہمدردی و شفقت علیٰ خلق اللہ کے پہلو پر تفصیل سے روشنی ڈالی اور تلقین فرمائی کہ ہم آنحضرت صلعم کے اُسوۂ حسنہ کی پیروی کرنے کے نتیجہ میں ہی تمام دنیا کے قلوب کو جیت کر توحید خالص پر قائم کرکے امن و سلامتی کا معاشرہ قائم کر سکتے ہیں۔

آخر میں جناب آر کے داس گپتا ڈائریکٹر نیشنل لائبریری کلکتہ نے اپنے صدارتی خطاب میں اس جلسہ کے متعلق ریمارکس دیتے ہوئے فرمایا کہ میں اس قسم کے جلسے میں شرکت کرکے بہت خوشی محسوس کر رہا ہوں اور میں جماعت احمدیہ کا تہِ دل سے شکرگزار ہوں اور ان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں جو اس قسم کے جلسے منعقد کرکے ملک و قوم کی خدمت کر رہے ہیں اور دلوں کو صاف کرکے بھائی چارگی کی فضا قائم کر رہے ہیں۔ صدر جلسہ نے فرمایا کہ فرصت کے اوقات میں میں قرآن مجید، گیتا اور دوسری مقدس کتب کا پاٹھ کرتا ہوں حقیقت میں جملہ مذاہب کی بنیادی تعلیم ایک ہی ہے اس لئے موجودہ دَور میں ہمارے لئے مِل جُل کر رہنا بے حد ضروری ہے۔

سب سے آخر میں محترم سید محمد نور عالم صاحب احمدی امیر جماعت احمدیہ کلکتہ نے صدر جلسہ و مہمانِ خصوصی اور مقرّرین و سامعین حضرات کا زبانِ انگریزی شکریہ ادا کیا۔ پھر محترم صاحبزادہ صاحب نے مسٹر آر کے داس گپتا اور ہیرالال چوپڑا کی خدمت میں قرآن مجید کا تحفہ پیش کیا اور اجتماعی دُعا فرمائی اور جلسہ برخواست ہوا۔

کانفرنس کا دوسرا روز

علمی و تربیتی مقابلے

حسبِ سابق امسال بھی کانفرنس کے انعقاد سے ایک ماہ قبل جماعت احمدیہ کلکتہ کے علمی و تربیتی مقابلے شروع کردیئے گئے تھے چنانچہ تلاوت قرآن مجید۔ اذان۔ نظم خوانی۔ تقریری اور معلومات عامہ کے مقابلے ہوئے۔ کانفرنس کے دوسرے روز یعنی مؤرخہ ۱۶؍ اپریل صبح ۱۰½ بجے سے بنگال کی دیگر جماعتوں کا تربیتی اجلاس خاکسار کی زیرِ صدارت شروع ہوا جسمیں مندرجہ بالا تمام مقابلے آپس میں کرائے گئے۔ چنانچہ جملہ مجالس نے نہایت ذوق اور شوق سے اس میں حصّہ لیا۔

تبلیغی و تربیتی جلسۂ عام اور فضلِ الٰہی

یوں تو قدم قدم پر اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے حسین جلوے ظاہر ہوتے رہے لیکن خصوصیت سے یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ کانفرنس کے دوسرے روز شام کو جلسہ شروع ہونے سے چند منٹ قبل زبردست آندھی اور طوفان آیا جسکی وجہ سے کلکتہ میں سخت جانی و مالی نقصان ہوا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے ہمیں نہ صرف اس کی تباہ کاریوں سے محفوظ رکھا بلکہ چند منٹ میں طوفان تھم گیا اور جلسہ کی کارروائی بروقت شروع ہوئی الحمد للہ

شام کے اس اجلاس کی کارروائی کو جو بعد نماز مغرب و عشاء محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ قادیان کی زیرِ صدارت شروع ہوا، پردہ کی رعایت سے مستورات نے بھی سماعت کیا۔ مکرم رمضان علی صاحب ہوگلہ کی تلاوت قرآن مجید اور عزیز ریحان احمد ناصر کی نظم خوانی کے بعد مختلف مقابلوں میں اوّل اور دوم آنے والے دوستوں کو محترم حضرت صاحبزادہ صاحب نے اپنے مبارک ہاتھ سے انعامات تقسیم فرمائے۔ بعدہٗ تقاریر کا سلسلہ شروع ہوا۔ سب سے پہلی تقریر خاکسار نے "جماعتِ احمدیہ کیساتھ تائیداتِ الٰہیہ" کے عنوان پر کی۔

دوسری تقریر مکرم مولانا عبدالحق صاحب فضل مبلغ یوپی نے کی۔ آپ نے احمدیت کے روشن مستقبل پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ بعدہٗ مکرم احمد توفیق صاحب چودھری نے آیت قرآنی قُل لّوکان البحر مدادا لّکلمٰت ربّی..... الآیہ کی تشریح کرتے ہوئے وید۔ گیتا اور بائیبل سے ایسے حوالہ جات پیش فرمائے جن سے قرآن مجید کے ان مبارک الفاظ کی تصدیق ہوتی ہے۔ اس کے بعد مکرم عبدالمنان صاحب مُلّا (کیرہ) نے بنگلہ زبان میں خوش الحانی سے ایک نظم سُنائی۔

اس اجلاس کی چوتھی تقریر محترم الحاج مولانا شریف احمد صاحب امینی ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان نے فرمائی۔ آپ نے سب سے پہلے بنگال میں احمدیت کیلئے نمایاں بیداری کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اب زیادہ سے زیادہ بنگلہ زبان میں لٹریچر مہیا کرنے کی ضرورت ہے۔ اس سلسلہ میں نظارت ہر ممکن تعاون دینے کیلئے تیار ہے۔ بعدہٗ آپ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بارہ میں جدید تحقیق اور انکشافات کی روشنی میں ایک مبسوط علمی تقریر فرمائی۔ آپ کی یہ تقریر مفید حوالہ جات سے پُر ہونے کی وجہ سے علمی طبقہ کے افراد کیلئے ازدیادِ علم کا باعث ہوئی۔

پانچویں تقریر مکرم سید محمود احمد صاحب پٹنہ نے "اسلام وقت کی ضرورت" کے عنوان پر انگریزی میں ایک عمدہ تقریر کی۔ اس اجلاس کی چھٹی تقریر مکرم مولوی نورالاسلام صاحب مبلغ سلسلہ نے "حقوق اللہ اور حقوق العباد" کے عنوان پر کی۔

بعدہٗ مکرم الحاج مولانا بشیر احمد صاحب فاضل دہلوی نے تقریر فرمائی۔ آپ نے انبیاء کے ذریعہ ہونے والے رُوحانی انقلاب کا ذکر کرتے ہوئے احبابِ جماعت کو خلیفۂ وقت سے مضبوط تعلق پیدا کرنے اور باربار مرکزِ سلسلہ میں آنے کی طرف توجہ دلائی۔

ازاں بعد مکرم محمد اسمٰعیل صاحب دہرہ نے خوش الحانی سے نظم سُنائی۔ بعدہٗ محترم سیٹھ منیر احمد صاحب بانی سیکرٹری تحریک جدید نے قرآن مجید کی آیت وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ کی روشنی میں فرمایا کہ ہم میں سے ہر ایک کو اپنی زندگی کا محاسبہ کرتے رہنا چاہیئے کیونکہ ہماری مختصر سی زندگی کا اکثر حصّہ کھانے پینے سونے اور اور لاشعوری کی حالت میں گزرجاتا ہے لیکن اگر ہم باقی ماندہ حصّہ کو خدا کی رضا کے حصول کے لئے خرچ کریں تو گویا ہم نے اپنے مقصدِ حیات کو پالیا اور ایسی صورت میں ہمارا ہر فعل خدا کی خاطر ہوجائے گا۔

اس اجلاس کی آخری تقریر مکرم ماسٹر مشرق علی صاحب ایم اے سیکرٹری تبلیغ نے بنگلہ زبان میں کی۔ آپ نے فرمایا کہ اب جبکہ ہماری جماعت دن بدن ترقی کررہی ہے شیطان کے اندرونی و بیرونی حملوں سے بچنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ کریں۔ خلیفۂ وقت کی تحریکات پر عمل پیرا ہوں اور باشرح چندوں کی بروقت ادائیگی کریں اور اپنے بچّوں کی تربیّت کا خیال رکھیں۔

ازاں بعد محترم سید محمد نور عالم صاحب احمدی امیر جماعت احمدیہ کلکتہ نے سب سے پہلے محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب و محترمہ حضرت بیگم صاحبہ کا شکریہ ادا کیا جو باوجود اپنی ناسازیٔ طبع کے شدید گرمی میں اسقدر لمبا سفر طے کرکے اس کانفرنس میں تشریف لائے۔ پھر محترم جناب ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ۔ محترم سید فضل احمد صاحب پٹنہ و دیگر مبلغین کرام اور باہر سے آنے والے تمام مہمانوں کا شکریہ ادا کیا اور آخر میں آپ نے احبابِ جماعت کلکتہ کا بھی شکریہ ادا کیا جنہوں نے اس کانفرنس کو کامیاب بنانے کے لئے ہر ممکن تعاون فرمایا۔

آخر میں صدر جلسہ محترم حضرت صاحبزادہ صاحب نے احبابِ جماعت سے خطاب فرمایا۔ آپ نے سب سے پہلے امیر جماعت احمدیہ کلکتہ اور جماعت کلکتہ کے احباب کو اس کانفرنس کی نمایاں کامیابی پر مبارکباد پیش فرمائی اور جماعت کی کوششوں کو سراہا اور اس موقعہ پر احبابِ جماعت نے جس خلوص و محبّت اور اتحاد و اتفاق کا مظاہرہ فرمایا ہے اس پر اظہارِ خوشنودی فرمایا۔ محترم صاحبزادہ صاحب نے اپنے ولولہ انگیز خطاب میں نظامِ وصیّت کی اہمیّت و برکات اور سلسلہ احمدیہ

نظام خلافت کے قیام کا مؤثر الفاظ میں ذکر فرمایا ۔ آپ نے واضح فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق یہ سلسلہ اب قیامت تک جاری رہے گا ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام خدا کی مجسم قدرت تھے ۔ اور آپ کی وفات کے بعد سلسلہ خلافت کے رنگ میں قدرت ثانیہ کا ظہور ہوا ۔ اِس لئے اب اسلام کی ترقی خلافت سے وابستہ رہنے سے ہی حاصل ہو سکتی ہے ۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں کے مطابق خلیفہ کی موجودگی میں اب کسی مجدد کی ضرورت نہیں ۔ کیونکہ ساری دنیا میں تجدیدِ دین کا کام اب قیامت تک خلافت کے ذریعہ ہی ہوگا ۔

بعدہٗ آپ نے لمبی پُرسوز اجتماعی دُعا فرمائی ۔ اور ساڑھے تین گھنٹے کا یہ پروگرام بخوبی اختتام پذیر ہوا ۔

پریس کانفرنس

مورخہ ۱۷ر اپریل شام ساڑھے چار بجے پریس کلب کلکتہ میں ایک پریس کانفرنس منعقد ہوئی جس میں ہندی ۔ انگریزی ۔ اُردو اور بنگلہ کے مقامی اخبارات کے پریس نمائندوں نے شرکت کی ۔ محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ قادیان نے پریس رپورٹروں کے تمام سوالات کے نہایت مدلل اور برجستہ جواب دیئے ۔ جن کا مقامی اخبارات نے اپنے شماروں میں تذکرہ کیا ۔

لجنہ اماء اللہ کا تربیتی اجلاس

مورخہ ۲۰ر اپریل بروز سنیچر مسجد احمدیہ میں شام ساڑھے چار بجے مقامی لجنہ کے زیر اہتمام ایک تربیتی اجلاس ہوا جس کی صدارت محترمہ حضرت سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ نے فرمائی ۔ مکرمہ بشارت جہاں صاحبہ سیکرٹری ناصرات کی تلاوتِ قرآنِ مجید کے بعد مکرمہ صاحبزادی امۃ الکریم کوکب نے خوش الحانی سے نظم سُنائی ۔ بعدہٗ محترمہ شکیلہ اختر صاحبہ جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ کلکتہ نے محترمہ حضرت بیگم صاحبہ کی خدمت میں سپاسنامہ پیش کیا ۔ اور محترمہ حضرت بیگم صاحبہ نے تمام حاضرات کو اپنے قیمتی خطاب سے نوازا اور دُعا کے بعد مقامی لجنہ کی طرف سے تمام مستورات کی چائے سے تواضع کی گئی ۔

محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کا کلکتہ میں آٹھ روز قیام رہا ۔ اِس عرصہ میں انتہائی مصروفیت کے باوجود آپ از راہِ شفقت ہر طبقہ جماعت کے گھروں اور دکانوں پر تشریف لے جاکر اُن کی حوصلہ افزائی فرماتے رہے ۔ اور بیمار افراد کے گھروں میں پہنچ کر عیادت فرمائی ۔

الوداع

مورخہ ۲۳ر اپریل کو محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب بذریعہ طیارہ حیدر آباد تشریف لے گئے ۔ ایئر پورٹ پر احباب نے عقیدتمندانہ الوداع کیا ۔ روانگی سے قبل سب دوستوں کو مصافحہ و معانقہ کا شرف بخشا اور اجتماعی دُعا فرمائی ۔ آپ کا جہاز سوا بارہ بجے روانہ ہو گیا ۔

وَاللّٰہُ خَیْرٌ حَافِظًا

منجانب اللہ پیشگوئیوں میں زبردست کشش ۔ بقیہ اداریہ (۲) صفحہ

حضرت مسیح ناصری کا حسب وعدہ بنی اسرائیل کی گمشدہ بھیڑوں کی تلاش میں ان علاقوں کی طرف جانا جہاں یہ لوگ بخت نصر کی یلغار کے بعد آباد ہو گئے تھے ۔ اور پھر حضرت مسیح کے وہاں پہنچنے پر ان لوگوں کا آپ کے دامن سے سچے معتقد کے طور پر وابستہ ہو جانے سے ثبوت ملتا ہے جس کا ذکر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی متذکرہ بالا عبارت میں ہوا ہے ۔

اِس بات کو اگر ہم خود اپنے زمانہ کے حالات کے ساتھ مِلا کر دیکھیں تو عصرِ حاضر میں تو ایسی کشش اور جاذبیت کا بڑے ہی واضح رنگ میں اظہار ہوا ہے ۔ جبکہ تمام مذاہب عالم میں ایک طرف اِس پُر آشوب زمانہ کے آنے کی خبریں سُنائی گئیں تو دُوسری طرف اِس زمانہ کے رُوحانی فساد اور بگاڑ کی اِصلاح کے لئے بھی ہر مذہب نے اپنے اپنے رنگ میں ایک آسمانی مُصلح اور ریفارمر کے مبعوث ہونے کی پیشگوئی کی ہے ۔

پھر جب یہ زمانہ آیا تو ہر مذہب کے ماننے والوں کے اندر خواہ وُہ دنیا کے کسی بھی خِطہ میں آباد تھے ، اندر ہی اندر غیر معمولی ہیجان پیدا ہُوا ۔ اور آسمانی مصلح کے لئے ہر ایک ہی چشم براہ ہونے لگا ۔ چنانچہ مختلف اخباروں میں ، رسالوں میں ، کتابوں میں ایسے مصلح کے ظہور کے لئے بے قراری کا اظہار کیا جاتا رہا ۔ اور تمنا کی جاتی رہی کہ وُہ جلد آئے اور ہماری بگڑی کو بنائے ۔ چنانچہ دُنیا کے ان سب مذاہب کی پیشگوئیاں پُوری صفائی سے پُوری تو ہو گئیں اور وہ مُصلح عین وقت پر ظاہر بھی ہُوا ۔ مقدس بانیٔ سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے اِس زمانہ میں موعود اقوامِ عالم ہونے کا دعویٰ بھی کیا ہے ۔ مگر افسوس کہ جس طرح دُنیا کا طریق چلا آیا ہے اکثریت آپ کی شناخت سے محروم رہی ۔ البتہ صاحبِ بصیرت افراد نے آپ کو پہچان لیا ۔ آپ کے دامن سے وابستہ ہو گئے ۔ اور یہ سلسلہ بتدریج وسیع سے وسیع تر ہوتا جا رہا ہے ۔ اور وہ وقت دُور نہیں جب آپ کو عالمگیر مقبولیت حاصل ہوگی ۔ اور مذاہبِ عالم کے تمام سابق بزرگوں کی پیشگوئیاں اپنے اندر جو عجیب و غریب کشش اور جاذبیت رکھتی ہیں اُس کا عملی طور پر بھی ایک دُنیا مشاہدہ کرے گی ۔

اِنْ شَآءَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَمَا ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ

(شیخ منیر)

درخواستِ دُعا

(۱) ۔ مکرم سید محمد شاہ صاحب سیفی ساکن بیج بہاڑہ (کشمیر) کی صاحبزادی محترمہ لیڈی ڈاکٹر امۃ الحفیظ صاحبہ کے ہاں لڑکا تولد ہُوا ۔ عزیز نومولود کی ولادت میجر اپریشن سے ہوئی ۔ محترم سید صاحب نے اپنے نواسے کی ولادت کی خوشی میں مبلغ دس روپے اعانتِ بدر ۔ بیس روپے درویش فنڈ اور بیس روپے مرمتِ مقاماتِ مقدسہ میں جمع کراتے ہوئے اپنی بیٹی کی کامل شفایابی اور نواسے کی درازیٔ عمر کے لئے دُعا کی درخواست کی ہے ۔ احباب ہر دو کیلئے دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ ہر طرح فضل فرمائے ۔ آمین (ایڈیٹر بدر)

(۲) ۔ خاکسار کا لڑکا عمر احمد اس سال ایم ایس سی فائینل کا امتحان دے رہا ہے ۔ اس کی اعلیٰ کامیابی نیز گھریلو پریشانیوں کے دُور ہو جانے اور کاروبار میں برکت کے لئے احباب سے دُعا کی درخواست ہے ۔ خاکسار : فاروق احمد خریدار نمبر ۱۰۲۶

(۳) ۔ چار سال سے گھر والوں نے بائیکاٹ کر رکھا ہے ۔ اللہ تعالیٰ مجھے استقامت بخشے اور میری تمام مشکلات کو دُور کر دے ۔ خاکسار : احمد سلیمان خان از بنگلور ۔

(۴) ۔ میرا بھائی وسیم احمد بی ایس سی فائینل کا اور طارق احمد جماعت ہشتم کا امتحان دے رہے ہیں ۔ ہر دو کی نمایاں کامیابی کے لئے احباب سے مؤدبانہ دُعا کی درخواست ہے ۔ خاکسار : رضیہ سلطانہ بنت غلام محمود علی صاحب از بھدرک ۔

(۵) ۔ خاکسار اپنے کاروبار اور دینی و دنیوی ترقیات نیز تمام مشکلات اور پریشانیوں کے ازالہ کے لئے جملہ احباب جماعت سے دعا کی درخواست کرتا ہے ۔ خاکسار سید شوکت علی از کرنول ۔

VARIETY CHAPPAL PRODUCTS KANPUR.
PHONES: 52325/52686. P.P.
ویرائٹی
پائیدار بہترین ڈیزائن پر ایدر سول اور ربڑشیٹ کے سینڈل زنانہ و مردانہ چپلوں کا واحد مرکز
چپل پروڈکٹس
۴۲/۲۹ مکھنیا بازار ۔ کانپور

ہر قسم اور ہر ماڈل کے
موٹر کار ۔ موٹر سائیکل ۔ سکوٹرس کی خرید و فروخت اور تبادلہ کیلئے آٹو ونگس کی خدمات حاصل فرمائیے !
AUTOWINGS,
32, SECOND MAIN ROAD,
C.I.T. COLONY,
MADRAS — 600004.
PHONE NO. 76360.
آٹو ونگس

حیدرآباد میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ قادیان سے

آنریبل چیف منسٹر آندھرا پردیش چنا ریڈی کی ملاقات

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب تقریباً ایک ماہ سے حیدرآباد میں مقیم ہیں۔ باوجود غیر معمولی مصروفیات کے آنمحترم نے حیدرآباد کی کانفرنس اور مضافات کے بعض اجلاسات کی صدارت فرمائی اور کالکٹہ کانفرنس میں شمولیت فرما کر دوبارہ حیدرآباد مورخہ ۲۴ر اپریل ۷۸ء کو ورود فرما ہوئے۔ حیدرآباد کے سیمنار میں جو جماعت احمدیہ کی جانب سے مورخہ ۱۲ر اپریل ۷۸ء کو منعقد ہوا۔ آندھرا پردیش کے چیف منسٹر صاحب نے شمولیت فرمانی تھی۔ لیکن موصوف دہلی تشریف لے گئے۔ جس کی وجہ سے سیمنار میں شریک نہ ہو سکے۔ چنانچہ مورخہ ۱۳ر اپریل ۱۹۷۸ء کو آنریبل چیف منسٹر صاحب آندھرا پردیش بوقت ۹ بجے صبح محترم صاحبزادہ صاحب سے ملاقات کی غرض سے مکرم سیٹھ محمد الیاس صاحب احمدی امیر جماعت یادگیر کی کوٹھی بیت النور حیدرآباد میں تشریف لائے اور تقریباً ایک گھنٹہ تک چیف منسٹر صاحب، محترم صاحبزادہ صاحب سے جماعتی امور سے متعلق تبادلۂ خیالات کرتے رہے۔ دورانِ گفتگو محترم صاحبزادہ صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مختلف پیشگوئیاں مثلاً "زار بھی ہوگا تو ہوگا اُس گھڑی با حالِ زار" اور ہندوستان سے متعلق بعض واضح پیشگوئیاں جو پوری ہو چکی ہیں بڑے دلنشین اور اثر انگیز انداز میں بیان فرمائیں۔

جب صاحبزادہ صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیاں بیان فرما رہے تھے تو ایک موقعہ پر تو موصوف نے حیرت زدہ ہو کر دریافت کیا کہ یہ پیشگوئیاں جو پوری ہو چکی ہیں یہ کب حضرت مرزا صاحب (علیہ السلام) نے بیان فرمائی تھیں۔ جس پر محترم صاحبزادہ صاحب نے فرمایا کہ یہ پیشگوئیاں آج سے نوّے سال پہلے کی ہیں۔

محترم صاحبزادہ صاحب اور آنریبل چیف منسٹر صاحب آندھرا نے اُس ناشتہ میں بھی ایک ساتھ شرکت فرمائی جس کا اہتمام محترم سیٹھ محمد الیاس صاحب احمدی نے کیا تھا۔ اس موقعہ پر جناب چیف منسٹر صاحب کو مناسب لٹریچر بھی دیا گیا دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے بہتر نتائج پیدا فرمائے۔ آمین

خاکسار: حمید الدین شمس انچارج مبلغ حیدرآباد۔

سالِ نو کیلئے درویش فنڈ کے وعدے

اللہ تعالیٰ کے فضل سے قربانی کا جذبہ رکھنے والے احباب کی طرف سے اگلے سال ۱۹۷۸-۷۹ء کے لئے درویش فنڈ کے وعدے موصول ہونے شروع ہو گئے ہیں۔ ان گراں قدر وعدوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اپنے پیارے امام ہمام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے پیغام پر لبیک کہنے اور اپنے درویش بھائیوں کے ساتھ محبت و اخوت کا مظاہرہ کرنے کا کتنا قابلِ قدر جذبہ مخلصینِ جماعت کے دلوں میں پایا جاتا ہے۔

نظارت ہذا ان سب کی خدمت میں ھدیۂ تشکر پیش کرتے ہوئے اُن دوستوں سے بھی جن کے وعدے ابھی نہیں آئے درخواست کرتی ہے کہ وہ اپنی حیثیت کے مطابق جلد وعدے ارسال کر کے ممنون فرمائیں۔

ناظر بیت المال آمد قادیان

ولادتیں

(۱) خاکسار کے برادرِ اکبر مکرم محمد یوسف صاحب بٹ آف رشی نگر کو خدا تعالیٰ نے مورخہ ۲۸/۲/۷۸ کو دُوسرا بیٹا عطا فرمایا ہے۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے نومولود کا نام "محمد سلیمان" تجویز فرمایا ہے۔ (۲) خاکسار کے چچازاد بھائی عزیز مکرم محمد رفیق صاحب بٹ آف رشی نگر کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۳/۳/۷۸ کو پہلی لڑکی عطا فرمائی ہے جو مکرم محمد عبد اللہ صاحب بٹ کی پہلی پوتی ہے نومولودہ کا نام محترم صاحبزادہ صاحب موصوف نے "ناصرہ بیگم" تجویز فرمایا ہے۔ ہر دو کی صحت و سلامتی درازیٔ عمر اور خادمِ دین بننے کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ (خاکسار مبارک احمد بٹ تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان)

تعمیرِ مساجد اندرونِ ہند

آپ کے مخلصانہ تعاون کی ضرورت

ھندوستان کی بعض احمدیہ جماعتیں جو مالی وسائل کی کمی کی وجہ سے اپنے خرچ پر مساجد تعمیر نہیں کر سکتیں وہ مرکز سے مدد چاہتی ہیں۔ اور مرکز آپ سے مدد چاہتا ہے۔ ایسے احبابِ کرام جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مالی فراخی بخشی ہے وہ اس کارِ ثواب میں حصہ لیں۔

حضرت رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی ہے کہ جو شخص رضائے الٰہی کے حصول کی خاطر مسجد تعمیر کرواتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بناتا ہے۔

خوش قسمت ہیں وہ بھائی اور بہنیں جو اِس بشارت کے مورد بنیں۔

ناظر بیت المال آمد۔ قادیان

ضروری اعلان برائے خدام الاحمدیہ بھارت

دینی نصاب برائے سال ۱۹۷۷-۷۸ء درجِ ذیل کتب مقرر کی گئی ہیں:-

(۱)- فتح اسلام مکمل۔ (۲) دینی معلومات ابتدائی نصف حصہ۔ اور (۳) چہل حدیث مکمل

جن مجالس کو مذکورہ کتب جس قدر تعداد میں درکار ہیں؛ دفتر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ سے طلب فرمائیں۔

ھدیہ:- فتح اسلام پچاس ۵۰ پیسے۔ دینی معلومات پچاس ۵۰ پیسے۔ چہل حدیث پچیس ۲۵ پیسے۔

ڈاک و پیکنگ کے اخراجات اس کے علاوہ ہوں گے جو بذمہ خریدار ہوں گے۔

ناظم تعلیم و تبلیغ مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ قادیان

حُکّامِ ضلع کی قادیان میں آمد

قادیان ۲۵ر اپریل۔ حکّام ضلع گورداسپور جناب سردار پریتم سنگھ صاحب بالا۔ جناب سردار گور اقبال سنگھ صاحب بھُلّر ایس ایس پی بمعیت جناب ایس ڈی او (سول) اور جناب گریوال صاحب ڈی ایس پی بٹالہ جو آج ڈیوٹی وارد قادیان ہوئے تھے، جماعت کی دعوت پر احمدیہ محلہ میں بھی تشریف لائے۔ زیارتِ مقاماتِ مقدسہ اور نظارت دعوۃ و تبلیغ کا شو روم دیکھا۔ اور سلسلہ احمدیہ کے بارے ذمہ دار احباب جماعت سے معلومات حاصل کیں۔ معزز مہمانوں کی تواضع کی گئی اور قرآنِ مجید (انگریزی) بطور ہدیہ پیش کیا گیا۔ (نامہ نگار)

درخواستِ دُعا

خاکسار بنگلہ دیش سے مورخہ ۹/۴/۷۸ کو کلکتہ وارد ہوا جہاں آل بنگال احمدیہ مسلم کانفرنس میں شرکت کا موقع ملا۔ پھر مغربی بنگال کی مختلف جماعتوں کا دورہ کرنے کے بعد سری نگر کشمیر جانے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مزار پر دُعا کرنے کی توفیق ملی۔ اب مقاماتِ مقدسہ کی زیارت کی غرض سے قادیان دارالامان آیا ہوا ہوں۔ میری صحت کچھ ٹھیک نہیں اسی طرح میری اہلیہ بھی بیمار ہیں ہم دونوں کی کامل صحت کیلئے اور میری ایک لڑکی اس سال میٹرک کے امتحان میں شریک ہوئی ہے اور میرا ایک لڑکا آئندہ سال بی اے آنرز کے امتحان میں شریک ہونے والا ہے۔ ہر دو کی نمایاں کامیابی اور ہم سب کی دینی و دنیوی ترقیات کے لئے قارئین بدر سے عاجزانہ دُعا کی درخواست ہے۔

خاکسار: احمد توفیق چودھری ایڈیٹر اخبار "ریتو پترو" (RITU PUTRU) بنگلہ دیش۔

ہفت روزہ بدر قادیان (پن ۱۴۳۵۱۶) مورخہ ۴ مئی ۱۹۷۸ء رجسٹرڈ نمبر پی / جی ڈی پی - ۳